https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث
صدقة جارية او علم ينفع به او ولد صالح يدعواله

حسن المعاقبة بایصال ثواب العبادة

ایصالِ ثواب

کے موضوع پر

ایک پُر اثر اور فکر انگیز تحریر جس میں ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،
ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے قبروں پر پھول ڈالنے اور وما اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہ
پر
تحقیقی مواد موجود ہے

مؤلف
محقق الاسلام علامہ محمد عنصر القادری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاث
صدقۃ جاریۃ او علم ینفع بہ او ولد صالح یدعو لہ

حسن المعاقبۃ بایصال ثواب العبادۃ

ایصالِ ثواب

کے موضوع پر

ایک پر اثر اور فکر انگیز تحریر جس میں ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے قبروں پر پھول ڈالنے اور وما اھل بہ لغیر اللہ
پر
تحقیقی مواد موجود ہے

مؤلف محقق اسلام علامہ محمد عنصر القادری

ناشر ادارہ تبلیغ الاسلام
جامع مسجد خضرا ۷۱ سٹریٹ
جیکسن ہائٹس نیویارک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	حسن العاقبۃ بایصال ثواب العبادۃ **ایصال ثواب**
مصنف	:	محقق الاسلام محمد عنصر القادری
پروف ریڈنگ	:	حافظ منور حسین قادری (ککہ کولو تحصیل وزیر آباد)
خصوصی کاوش	:	حافظ صابر حسین
		(آف کی مسجد کونی آئی لینڈ بروکلین نیویارک)
اہتمام اشاعت	:	سید قلب عباس شاہ، قاری طیب علی قادری
تعداد	:	1000
سن اشاعت	:	2006ء
ملنے کا پتہ	:	مکتبہ عطاریہ کنجاہ گجرات و جامع مسجد یا رسول علیہ السلام
		چوک نواب صاحب گجرات 0301-6238927

ناشر ادارہ تبلیغ الاسلام جامع مسجد غوث لالہ سٹریٹ جیکسن ہائیٹس نیویارک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایصالِ ثواب **فہرست** ایصالِ ثواب

1-	انتساب	8
2-	آغازِ سخن	9
3-	اہل اسلام کے ہاں عبادت تین قسم پر مشتمل ہے	14
4-	دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا	39
5-	نعرہ رسالت عہد صحابہ میں	49
6-	علماء امت کا عمل	50
7-	امام زین العابدین کا عمل	50
8-	امام ابو حنیفہ کا عمل	50
9-	عبدالرحمٰن جامی کا عمل	51
10-	امام حجر عسقلانی کا نظریہ	51
11-	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا نظریہ	52
12-	امام الوہابیہ کا نظریہ	52
13-	شیخ اشرف علی تھانوی کا نظریہ	53
14-	شیخ قاسم نانوتوی کا نظریہ	53
15-	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ	53
16-	امام شرف الدین بوصیری کا نظریہ	54
17-	شیخ محمود الحسن کا نظریہ	54
18-	وما اھل بہ لغیر اللہ	65

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

-19	علامہ ابوبکر حصاص حنفی کی تفسیر	65
-20	شاہ ولی اللہ کی تفسیر/علامہ محمود آلوسی کی تفسیر	65
-21	علامہ جلال الدین کی تفسیر	66
-22	ملا جیون کی تفسیر/امام صاوی کی تفسیر	67
-23	علامہ نفسی کی تفسیر	67
-24	قاضی بیضاوی کی تفسیر	67
-25	ابن عباس کی تفسیر	68
-26	ابن خازن کی تفسیر	68
-27	علامہ اسماعیل حقی کی تفسیر	68
-28	شیخ زادہ کی تفسیر	69
-29	قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر	69
-30	علامہ ابن کثیر کی تفسیر	70
-31	امام ابن جریر کی بیان کردہ تفاسیر	70
-32	درمنثور کے حوالے سے ابن عباس کی تفسیر	70
-34	اھل بمعنی ذبح	72
-35	امام فخر الدین سے پوچھیے	74
-36	امام ابن منظور افریقی کی تفسیر	75
-37	بحیرہ کی تفسیر	77
-38	سائبہ کی تفسیر	78
-39	وصیلہ کی تفسیر	78

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

40-	حام کی تفسیر	78
41-	غیراللہ کے نام سے منسوب ہونے والے جانور کا فتاویٰ	81
42-	اورنگ عالمگیر کے استاد کا فتویٰ	81
43-	شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی کا فتویٰ	83
44-	دن کا متعین کرنا	83
45-	حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا فرمان	83
46-	مولوی اشرف علی تھانوی دن کے تعین کے بارے میں لکھتے ہیں	84
47-	تعین یوم کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا عمل	84
48-	تعین یوم کے بارے میں عبداللہ بن عمر کا عمل	85
49-	امام ابن حجر عسقلانی کا فتویٰ	85
50-	علامہ بدرالدین حنفی کا فتویٰ	86
51-	تعین یوم کے بارے میں عبداللہ بن مسعود کا عمل	86
52-	وفات کے بعد گھر میں فاتحہ خوانی	86
53-	نواب صدیق حسن بھوپالی کا فتویٰ	88
54-	شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ	90
56-	انور شاہ کشمیری کا فتویٰ	90
57-	مجدد دین وملت امام احمد رضا کا نظریہ	91
58-	ایصال ثواب کے لیے دن کا متعین کرنا	91
59-	گیارہویں شریف کے بارے میں لکھتے ہیں	92
60-	عرس اور شیرینی	92

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

-61	فاتحہ دلاتے وقت کھانا آگے رکھنا	92
-62	ایصال ثواب کی تفسیر اور غنی کے کھانے کی تحقیق	93
-63	قرآن خوانی پر اجرت لینے کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا نظریہ	94
-64	سوم، دہم اور چہلم کا کھانا	95
-65	سیدہ عالم ملکہ فردوس بریں رضی اللہ عنہا کی نیاز	95
-66	وان لیس للانسان الا ما سعیٰ	96
-67	علامہ طحطاوی کی نظر میں	97
-68	نواب صدیق حسن بھوپالی کی تفسیر	99
-69	شیخ شبیر احمد عثمانی کی نظر میں	102
-70	علامہ ابن حجر عسقلانی کا فتویٰ	103
-71	علامہ کاظمی کا تبصرہ	104
-72	قبروں پر پھول ڈالنا	127
-73	علامہ نووی کا نظریہ	128
-74	علامہ عینی کا نظریہ	128
-75	صحابی رسول کی وصیت قبر پر تر شاخ رکھنے کے بارے میں	130
-76	علامہ ابن حجر عسقلانی کا نظریہ	130
-77	شیخ محقق کا نظریہ	131
-78	ملا علی بن سلطان القاری کا نظریہ	131
-79	شیخ شربینی شافعی کا نظریہ	132
-80	ڈاکٹر وہبہ زحیلی کا نظریہ	132

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

81-	علامہ وشتانی مالکی کا نظریہ	133
82-	علامہ ابن عابدین شامی کا نظریہ	133
83-	علامہ احمد بن طحطاوی کا نظریہ	134
84-	شیخ انور شاہ کشمیری کے کلام پر بدر عالم میرٹھی کا حاشیہ	135
85-	شیخ بدر عالم کو مولف کتاب کا مخلصانہ مشورہ	138

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب

سیدی، سندی، مربی و مولائی، آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، استاذ المناظرین، کشاف الحقاق، مبین الحقائق، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری پیر سید مراتب علی شاہ دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ اقدس میں عقیدت و محبت کے خوان میں سجایا ہوا یہ حقیر نذرانہ اس توقع پر نذر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ کریم بن کریم محروم توجہ نہ فرمائیں گے۔

ہمارے دست تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار! ہم بھی ہیں

العبد

محمد عنصر القادری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ! امابعد

عزیزان گرامی قدر!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب جمعۃ المبارک کا دن آتا ہے تو اللہ رب العزت کے حکم سے تمام فرشتے بیت المعمور میں جمع ہوتے ہیں اور جبرائیل امین علیہ السلام چاندی کے سفید روشن مینار پر چڑھ کر اذان دیتے ہیں میکائیل علیہ السلام سرخ یاقوت کے منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے ہیں عزرائیل علیہ السلام تکبیر کہتے ہیں اور اسرافیل علیہ السلام امام ہوکر جمعۃ المبارک کی نماز پڑھاتے ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد جبرائیل امین علیہ السلام کہتے ہیں کہ سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی اذان کا ثواب امت محمدی ﷺ کے مؤذنوں کو بخشا' میکائل علیہ السلام کہتے ہیں سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنے خطبہ کا ثواب امت محمدی ﷺ کے خطیبوں کو بخشا' اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی امامت کا ثواب امت حبیب کبریا ﷺ کے اماموں کو بخشا' عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے اللہ کی مخلوق گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی تکبیر کا ثواب آمنہ کے لال کی امت کے مکبروں کو بخشا پھر تمام فرشتے بول اٹھتے ہیں اے برگزیدہ ملائکہ گواہ رہنا کہ ہم نے اپنی عبادت کا ثواب اللہ کے آخری رسول ﷺ کی امت کے گنہگاروں کو بخشا۔ اسی وقت رب ذوالجلال کا حکم ہوتا ہے کہ اے فرشتو! کیا تم میرے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرتے ہو حالانکہ میں سخاوت و کرم کا سرچشمہ ہوں تو سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کو بخش دیا۔

(نزھۃ المجالس، معارج النبوۃ، نوادر المعراج)

حضرات ذی وقار! اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایصال ثواب صرف دنیا والے ہی نہیں کرتے بلکہ آسمان والے بھی کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف فرش والے ہی نہیں
عرش والے بھی کرتے ہیں
صرف انسان ہی نہیں
ملائکہ بھی کرتے ہیں
صرف عام ہی نہیں
خاص بھی کرتے ہیں
صرف خاکی ہی نہیں
نوری بھی کرتے ہیں

اللہ کی لاریب کتاب اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ (سورۃ المومن آیت نمبر ۸)

''وہ فرشتے جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں۔''

یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

''وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور اس پر ایمان ویقین رکھتے ہیں''

وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

''اور ایمان والوں کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں''

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا

''عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب گھیرا ہوا ہے ہر چیز کو تیری رحمت اور تیرے علم نے۔''

فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ

''پس بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستے کی پیروی کی''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ

"اور بچالے ان کو دوزخ کے عذاب سے"

غور فرمائیں! سب سے پہلے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں' پھر ایمان والوں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں پھر اس کی رحمت اور علم کی وسعت کا بیان کر کے اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں پھر یوں کہتے ہیں جنہوں نے توبہ کی اور تیری طرف آنے والے راستے پر چلے ان کو بخش دے اور دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچالے اور بات صرف یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ قرآن کہتا ہے کہ گروہ ملائکہ بارگاہ الوہیت میں یہ بھی عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ

"اے ہمارے پروردگار اور ان کو داخل کر بسنے والی جنت میں جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے"۔

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

"اور نہ صرف ان کو بلکہ ان کے والدین' ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو کوئی نیکو کار ہو ان کو بھی داخل فرما"

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

"بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے"

یعنی آیات قرآنی میں برگزیدہ فرشتوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں اس کے علم اور رحمت کی وسعت کا اقرار کرتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ انکے والدین' ان کی ازواج' اور ان کی اولاد کے لئے مغفرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بخشش کی دعا کرتے ہیں اور جنت میں داخلے کی اور دوزخ سے آزادی کی دعا بھی مانگتے ہیں۔

اسی طرح ایصال ثواب کی محفلوں میں بھی یہی طریقہ رائج ہے اور قرآن ایمان والوں کی علامات میں یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔

سورہ حشر (پ ۲۸، آیت ۱۰) میں ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاءُ وْمِنْ بَعْدِ هِمْ

"اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے (مہاجرین وانصار کے بعد)"

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِ خْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

"وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ہمارے ان مومن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزر گئے۔"

ثابت ہوا مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ایمان کی نشانی ہے اسی طرح قرآن نوح علیہ اسلام کی اس دعا کا تذکرہ بھی کرتا ہے جو انہوں نے اپنے رب سے مانگی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَالِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (پ ۲۹۔ نوح ۲۸)

"اے میرے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کی تفسیر میں اسی طرح ہے۔

وَذٰلِكَ بِهِمُ الْاَ حْيَاءُ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتُ

"یعنی یہ دعا زندوں اور مردوں سب کو شامل ہے اسی طرح اللہ کے پیارے نبی جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ اسلام کی دعا کے یہ الفاظ قرآن میں منقول ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ

(پ۱۳۔ابراہیم ۴۱)

"اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہو۔"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ زندوں کی دعا سے ایمان والوں کو فائدہ پہنچتا ہے ورنہ وہ کبھی بھی ایمان والوں کے لئے دعائے مغفرت نہ کرتے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا فرمان جس کے راوی امام المفسرین، عم زاد مصطفیٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں مشکوۃ شریف (صفحہ ۲۰۶) پر موجود ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْاُمٍّ اَوْاَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ اَلْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مردے کی حالت قبر میں ڈوبنے والے فریاد کرنے والے کی سی ہوتی ہے وہ انتظار کرتا ہے اپنے باپ یا بھائی یا دوست کی دعا کے پہنچنے کا پھر جب پہنچتی ہے اس کو دعا تو وہ اس کو پسندیدہ تر ہوتی ہے دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بے شک اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے قبر والوں کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے اور بے شک زندہ لوگوں کا مرنے والوں کے لئے تحفہ دعائے مغفرت ہے

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے جو مشکوۃ شریف کے اسی صفحہ پر موجود ہے اور اس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَرْفَعُ دَرَجَۃً للعبد الصالح فی الجنۃ"

"اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا" بے شک اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے نیک بندے کے درجات کو جنت میں۔

فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ

"تو وہ پوچھتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیسے بلند ہوا۔

فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ

"تو ارشاد ہوتا ہے تیرے بیٹے کی دعائے مغفرت سے جو اس نے تیرے لئے کی۔

ثابت ہوا کہ مرنے والے زندوں کی دعا کے منتظر بھی رہتے ہیں اس سے ان کو فائدہ بھی پہنچتا ہے اور درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

"اہل اسلام کے ہاں عبادت تین قسموں پر مشتمل ہے"

☆ عبادت مالیہ ☆ عبادت بدنیہ ☆ عبادت مرکب

1۔ عبادت مالیہ سے مراد وہ عبادت ہے جس میں انسان کا مال خرچ ہوتا ہے جیسے زکوۃ، عشر،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدقہ فطر و دیگر صدقات واجبہ و نافلہ وغیرہ۔

2۔عبادت بدنیہ سے مراد وہ عبادت ہے جس میں انسان کا بدن مشقت برداشت کرتا ہے جیسے نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حمد خدا، درود مصطفیٰ ﷺ اور وظائف وغیرہم۔

3۔عبادت مرکب سے مراد وہ عبادت ہے جس میں انسان کا مال بھی خرچ ہوتا ہے اور بدن بھی مشقت کرتا ہے جیسے حج ہے اور عمرہ ہے۔

اہل اسلام کے ہاں عبادت کی یہی تین اقسام ہیں اس لئے ان تینوں عبادتوں کا ایصال ثواب نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم، خلیفۃ اللہ الاعظم، فخر آدم و بنی آدم، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث سے پیش کیا جاتا ہے۔

پہلی حدیث عبادت مالیہ کے ایصال ثواب کے بارے میں جس کی راویہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، عتیقہ، صدیقہ بنت صدیق، عتیقہ بنت عتیق، محبوبۂ محبوب رب العلمین، سچے باپ کی سچی بیٹی، پاکیزہ نبی کی پاکیزہ بیوی، سارے مومنوں کی ماں، وہ ہستی جن کی طہارت اور پاکیزگی کی گواہی خود رب نے عطا فرمائی جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ

''حضرت عائشہ کو تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر (شوربے دار گوشت میں روٹی توڑ کر بھگو دیں تو اس کھانے کو عربی زبان میں ثرید کہتے ہیں یہ کھانا عرب کے نزدیک باقی کھانوں پر فضیلت رکھتا تھا) عمدۃ القاری میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔کہ دو ہزار دو سو دس احادیث آپ سے مروی ہیں اور قرطبی میں ہے کہ آپ نے تحدیث نعمۃ اللہ کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نو خوبیاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسی عطا فرمائیں جو کسی عورت کو نہ ملیں۔"

☆ نبی اکرم ﷺ نے میرے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہ فرمایا۔

☆ میں آپ کے خلیفہ اور صدیق کی صاحبزادی ہوں۔

☆ مجھ کو پاکیزہ کے گھر پاکیزہ پیدا فرمایا گیا۔

☆ وصال مبارک کے وقت رحمت دو عالم فخر آدم و نبی آدم ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

☆ آپ ﷺ میرے گھر میں دفن ہوئے۔

☆ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی درانحالیکہ میں آپ کے ساتھ لحاف میں ہوتی۔

☆ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا۔

☆ میری برأت آسمانوں سے نازل ہوئی۔

☆ بعض اہل تحقیق نے فرمایا کہ جب یوسف علیہ السلام پر تہمت رکھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے آپ کی برأت ظاہر فرمائی اور جب حضرت مریم علیہ السلام کو مطعون کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحبزادے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے بچپن کی حالت میں آپ کی برأت کا اظہار فرمایا اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو متہم کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کو گوارا نہ ہوا کہ آپ کی برأت کسی بچے یا نبی کی زبان سے کرائی جائے بلکہ اپنے محبوب ﷺ کی زوجہ کی برأت خود ظاہر فرمائی۔

پہلی حدیث:۔ آپ کی روایت کردہ حدیث کو امیر المومنین فی الحدیث ناصر الملت والدین امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بخاری نے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۸۶ اور جلد اول صفحہ ۳۸۶ پر اور عساکر الملت والدین امام ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم بن قشیری نیشاپوریؒ نے (صحیح مسلم جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۴ پر ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ سنن ابی داؤد جلد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوم صفحہ ۴۱ اور جلد دوم صفحہ ۴۲ مکتبہ امدادیہ)

إِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

ترجمہ: کسی شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ میری اماں اچانک فوت ہو گئی ہے میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بول سکتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب ملے گا؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں یعنی ضرور ملے گا۔

دوسری حدیث:۔ جس کے راوی سلطان المفسرین حبر الامہ عم زاد مصطفیٰ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، وہ عبداللہ بن عباس جن کے بارے میں دلائل النبوہ جلد سوم صفحہ ۲۰۱ پر امام ابو نعیمؒ حدیث نقل کرتے ہیں وہ خود ہی فرماتے ہیں کہ مجھے ام الفضل یعنی میری ماں نے خبر دی۔

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتِهِ فَأْتِينِي بِهِ! قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لِي ذَالِكَ؟ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَيْشٌ أَنْ لَا يَأْتُوا النِّسَآءَ قَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُكِ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُهُ أَتَيْتُهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَأَلْبَاهُ مِنْ رِيقِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ اذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ فَأَتَاهُ فَذَكَرَ لَهُ فَقَالَ هُوَ مَا أَخْبَرْتُهَا هٰذَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

أَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ.

ترجمہ: میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا تم تو حاملہ ہو اور تمہارے پیٹ میں بچہ ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لانا ام الفضل نے عرض کی حضور مجھے حمل کہاں۔ کوئی علامت محسوس نہیں ہوتی حالانکہ قریش نے عورتوں اور مردوں کو قسم دلائی ہے کہ کوئی شخص عورتوں کے پاس نہ جائے آپ ﷺ نے فرمایا! قسم والی بات اپنی جگہ ہے مگر میری بات سچی ہے۔ ام الفضل بتاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا میں اسے اٹھا کر بارگاہ مصطفیٰ میں لے گئی آپ ﷺ نے بچے کے داہنے کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت پڑھی اپنا لعاب دھن بچے کے منہ میں ڈالا اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ میں نے یہ بات اپنے خاوند عباس سے کہی وہ بھی آپ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی مجھے ام الفضل نے یوں کہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا سچی ہے جو میں نے کہی ہے۔ یہ بچہ خلفاء کا باپ ہے ان میں ایک سفاح نامی خلیفہ ہوگا اور ایک مہدی نامی خلیفہ ہوگا۔ یہی ہیں جنہوں نے سولہ سو ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے لیے نبی اکرم ﷺ نے سینے سے لگا کر دلی دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: اے اللہ اس کو قرآن کی تفسیر کا علم سکھادے۔ (صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۶۸، ۳۶۷)

• Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَ هُوَ غَائِبٌ" عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّي تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ" عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ" اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّي اُشْهِدُكَ اِنَّ حَائِطِيَ الْمُخْرَافَ صَدَقَةٌ" عَلَيْهَا

ترجمہ: سعد بن عبادہ کی والدہ ماجدہ کی جب وفات ہوئی تو وہ اپنی والدہ کے پاس نہ تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں وفات پا گئی ہے اور میں ان کے پاس موجود نہ تھا کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے وہ چیز نفع پہنچائے گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا قطار در قطار لگا یا ہوا باغ میری والدہ پر صدقہ ہے۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۹ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۴۳ مکتبہ امدادیہ)

تیسری حدیث: ۔عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ وفات پا گئی ہیں کون سا صدقہ افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانی تو حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کنویں کا ثواب حضرت سعد نے اپنی ماں کو پہنچایا۔

ھذا لام سعد کہہ کر اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کر دیا، معلوم ہوا کہ جس چیز کا ثواب کسی کو پہنچایا جائے اس چیز کو منسوب کرنا جائز ہے۔

چوتھی حدیث:۔ جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔

(سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۳۰ مکتبہ امدادیہ اور مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۷ صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۵۲ پر الفاظ موجود ہے)۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَاءُ فِيْ سَوَادٍ وَ يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ فَأُتِيَ بِهِ فضحيبه قَالَ لِعَائِشَةَ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذْ بِهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ أَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ فَاضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے سیاہ ٹانگوں، سیاہ آنکھوں اور سیاہ منہ اور سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم فرمایا جب وہ لایا گیا تو فرمایا۔ اے عائشہ چھری لاؤ اور اسے پتھر پر تیز کرو پھر آپ نے چھری لے کر مینڈھے کو ذبح کیا اور فرمایا اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ قبول فرما محمد ﷺ کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے پھر آپ نے اس کو قربانی فرمایا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچویں حدیث:۔ جس کے راوی حضرت جابرؓ ہیں۔

(سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۳۰ مکتبہ امدادیہ سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۲۵، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ قَرْنَيْنِ
اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ
لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا
وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مُحْيَايَ
وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذَا لِكَ اُمِرْتُ
وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهٖ
بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ذبح کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کئے ہوئے ذبح کئے جب ان کا منہ قبلہ کو کیا تو پڑھا۔

انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض علی ملتہ ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیایی و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک و لک عن محمد و امتہ“

اے اللہ تیری بارگاہ میں پیش ہے محمد ﷺ کی طرف سے اور ان کی امت کی طرف سے) بسم اللہ، اللہ اکبر اور ایک روایت میں اسی طرح ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضورﷺ نے فرمایا الٰہی یہ میری طرف سے ہے

اور میری امت میں اس کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

چھٹی حدیث:۔ (سنن ابی داوٗد جلد دوم صفحہ ۲۹ مکتبہ امدادیہ جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۸۰ فاروقی کتب خانہ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۲۸)

عَنْ حَنَشٍ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ مَاهٰذَا فَقَالَ انَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِيْ اَنْ اُضَحِّيَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّيْ عَنْهُ

جبکہ جامع ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں۔

عَنْ حَنَشٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اَمَرَنِيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ فَلَا اَدَعُهٗ اَبَدًا

ترجمے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حنش روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ دو دنبے ایک نبی اکرمﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے قربان کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ نبی اکرمﷺ نے وصیت کی تھی کہ آپ کے وصال کے بعد ان کی طرف سے بھی قربانی کروں۔

مذکورہ بالا روایات سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرمﷺ نے نہ صرف ایصال ثواب کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ خود اپنی امت اور آل کے لیے ایصال ثواب کیا بھی ہے بلکہ اپنی ذات کے لیے حضرت علی شیر خدا کو ایصال ثواب کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے لیجئے اب ایک اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث پڑھیے۔

ساتویں حدیث:۔ جس کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(سنن ابی داؤد جلد دوم صفحہ ۳۲ مکتبہ امدادیہ)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْأَضْحٰى فِي الْمُصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى خُطْبَةً نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهٖ وَاُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِي.

ترجمہ: بر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا عید کی نماز کے موقع پر جب آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور منبر سے نیچے تشریف لائے اور مینڈھا آپ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا پس اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور پڑھا بسم اللہ، واللہ اکبر یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

مذکورہ بالا حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے احادیث کو بڑی کثرت سے روایت کیا ہے آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس حدیثیں کتابوں میں مروی ہیں ان کے ہم نام صحابہ کرام میں تیس نفوس قدسیہ اور ہیں یعنی جن کے نام جابر تھے اور اسم المعلوم صحابہ کرام کی تعداد سات سو کے قریب ہے جبکہ جابر بن عبد اللہ نام کے آپ کے علاوہ دو صحابی اور ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ جابر بن عبداللہ رابسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ جابر بن عبداللہ بن رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور یہ جابر بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور یہی وہ ہستی ہیں جن کے گھر واقعہ احیائے موتی پیش آیا جس کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم فرد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے اپنی کتاب شواہد النبوہ ۸۴،۸۳ پر بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

اور اسی واقعہ کو شیخ محقق علی الاطلاق بالاتفاق شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مدارج النبوہ میں برقرار رکھا ہے واقعہ اس طرح ہے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی غلام آپ کی دعوت کرتا تو قبول فرمالیا کرتے تھے چنانچہ میں نے ایک مرتبہ دعوت کی تو آپ نے شرف قبولیت بخشا اور فرمایا فلاں روز آئینگے جب وہ دن آیا تو آپ تشریف لائے تو میں نے آپ کو مکان میں بٹھا کر آپ کے لیے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا تاکہ بھون کر خدمت اقدس میں پیش کیا جائے میرے دو بچے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا آؤ تمہیں دکھاؤں ہمارے والد نے بکری کے بچے کو کیسے ذبح کیا ہے اور چھوٹے بھائی کو باندھ کر ذبح کر ڈالا بچوں کی ماں یہ دردناک منظر دیکھ کر دوڑ پڑی بڑا بھائی دیکھ کر کہ ماں آ رہی ہے بھاگ کر چھت پر پہنچا اور اس خوف سے کہ ماں آ رہی ہے چھت سے کود کر ہلاک ہوگیا بچوں کی ماں نے اس جاں گداز حادثہ پر اس خیال سے رونا دھونا نہ کیا کہ مکان میں حضور ﷺ رونق افروز ہیں سن کر قلب مبارک کو صدمہ پہنچے گا اور نہایت صبر و سکون سے دونوں بیٹوں کو گھر میں لے جا کر ایک کونے میں لٹا دیا اور اوپر کمبل اوڑھا دیا اور کسی کو یہ خبر نہ دی۔

(واہ خاتون تیرے حوصلے اور صبر کا کیا کہنا ادب مصطفیٰ کی خاطر اتنی برداشت تیرا ہی کام ہے)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہاں تک کہ حضرت جابر کو بھی اس جانکاہ حادثہ کی خبر نہ کی اور تازہ روٹی کے ساتھ گوشت بھون کر سرکار کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے حضرت جابر کو دیا۔ کھانا جب سرکار کی خدمت پیش کیا گیا تو جبرائیل امین حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر کو حکم دیجئے کہ دونوں لڑکوں کو حاضر کریں تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ کھانا کھائیں آپ ﷺ نے حکم دیا تو جابرؓ نے اہلیہ کے پاس جاکر بچوں کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا جا کر کہہ دیجئے دونوں موجود نہیں ہیں اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرمان خداوندی ہے جلدی حاضر کرو۔ حضرت جابر نے پھر اہلیہ محترمہ کے پاس جا کر فرمان خداوندی سے ان کو آگاہ کیا وہ یہ سن کر رونے لگیں اور حضرت جابر کو ساتھ لے کر بچوں کی چارپائی پر آگئیں اور چادر کا پلو کھینچ لیا دونوں بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر حضرت جابر آبدیدہ ہوگئے اور میاں بیوی دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قدموں پر گر پڑے اور آہ وبکا سے گھر غم کدہ بن گیا۔ حضرت جبرائیل امین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ تو محمد ﷺ ہیں ان بچوں کے پاس جایئے آپ دعا کریں ہم زندہ کردینگے آپ ﷺ نے تشریف لاکر دعا کی کہ اللہ نے دونوں کو زندہ فرمادیا۔

آٹھویں حدیث:۔

(جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۱ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو تے ہیں مگر سوائے تین کے صدقہ جاریہ نفع دینے والا علم اور نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا مانگتا رہے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ اعمال تو منقطع ہوئے ہیں مگر اعمال کا نفع منقطع نہیں ہوتا اور ان تین کا تذکرہ سرکار دو عالم ﷺ نے خاص طور پر اس لیے کیا ہے کہ یہ تینوں اعمال اس مرنے والے کے ساتھ خاص قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ اب آیئے عبادت بدنیہ کے موضوع پر بھی دلائل ملاحظہ کیجئے۔ (سنن ابی داؤد صفحہ ۲۳۲ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۲۸)

نویں حدیث:۔

ابراہیم بن صالح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے سنا کہ ہم حج کرنے جارہے تھے کہ ایک شخص (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ) نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا تمہارے علاقے میں (بصرہ کے قریب) ایک مشہور شہر ابلہ ہے جہاں مسجد عشار ہے۔

مَنْ يَضْمَنُ لِیْ مِنْكُمْ اَنْ يُصَلِّیَ لِیْ فِی الْمَسْجِدِ الْعِشَارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ خَلِيْلِیْ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعِشَارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَآءَ لَا يَقُوْمُ مَعَ شُهَدَآءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ

ترجمہ: تم میں کون میرے لیے ذمہ داری اٹھاتا ہے کہ مسجد عشار میں دو یا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چار رکعات نماز پڑھے اور پھر کہے کہ یہ نماز ابو ہریرہ کے لیے ہے (یعنی اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ کو پہنچے) میں نے اپنے محبوب ابا القاسم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے ایسے شہداء کو اٹھائیگا کہ شہدائے بدر کے ساتھ سوائے ان کے کوئی کھڑا نہ ہو سکے گا۔

اس حدیث مبارکہ سے عبادت بدنیہ کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ زندہ کے لیے بھی ایصال ثواب جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی جگہ پر برکت حاصل کرنے کے لیے نوافل کے لیے جانا بھی جائز ہے اور اگر خود نہ جا سکو تو کسی دوسرے کو ایصال ثواب کی درخواست کرنا بھی جائز ہے۔

ذرا چلتے چلتے مولائے کائنات

حسن	و	حسین	کے	بابا
فاطمہ	کے	سر	کے	تاج
تاجدار		ہل		اتی
مراد		قل		کفی
سخاوت		کے		سمندر
شجاعت		کے		غضنفر
باب		مدینۃ		العلم

باب دار الحکمت

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کردہ اس حدیث کو بھی پڑھ لیجئے جس کو ابو محمد السمر قندی نے روایت کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دسویں حدیث:۔ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۲۰۵

عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعالیٰ عَنْهُ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" اَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً وَ وَهَبَ اَجْرَهُ الْاَمْوَاتَ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں سے گذرے اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر مرنے والوں کو ایصال ثواب کرے تو اس کو مرنے والوں کی تعداد کے مجموعے کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

عبادت بدنیہ کے ایصال ثواب پر ایک حدیث اور ملاحظہ فرمایئے

گیارھویں حدیث: (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۶۲)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَ مَنْ مَاتَ وَ عَلَیْهِ صِیَام" صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا جو آدمی انتقال کر جائے اور ان پر کچھ روزے لازم ہوں تو اس کا وارث اس کیطرف سے روزے رکھے۔ ایک حدیث یہ بھی ہے

بارھویں حدیث:۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّی مَاتَتْ وَ عَلَیْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَقَالَ اَرَاَیْتِ لَوْ كَانَ عَلَیْهَا دَیْن" اَكُنْتِ تَقْضِیْهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَیْنُ اللّٰهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَحَقُّ بِالْقَضَآءِ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۶۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں آئی اور عرض کیا میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس پر ایک مہینے کے روزے لازم ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا کیا خیال ہے کہ اگر اس پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتی؟ اس نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قرض کا زیادہ حق ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

عبادت بدنیہ اور عبادت مرکب کے ایصال ثواب پر یہ حدیث پڑھئے آپ کا دل وجد کر اٹھے گا اور آپ پکار اٹھیں گے کہ ایصال ثواب حق ہے

تیرھویں حدیث:۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۶۲)

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے اور فرماتے ہیں۔

بَیْنَا اَنَا جَالِس" عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَتَتْہُ اِمْرَاۃ" فَقَالَتْ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَۃٍ وَ اِنَّھَا مَاتَتْ قَالَ فَقَالَ اَجْرُکِ وَرَدُّھَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاث قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا صَوْمَ شَھْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْھَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ حُجِّیْ عَنْھَا

ترجمہ: اس دوران کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا کہ میں نے اپنی ماں پر ایک باندی صدقہ کی تھی اور وہ فوت ہو گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا اجر لازم ہے اور وراثت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے تجھ پر اسے لوٹا دیا ہے اس عورت نے عرض کیا اس پر ایک ماہ کے روزے بھی لازم تھے کیا میں اس کیطرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے اس عورت نے عرض کیا کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج بھی کرلوں آپ ﷺ نے فرمایا اس کی طرف سے حج بھی کرلے۔

چودھویں حدیث:۔

عَنْ عُمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ أَوْصٰى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ" خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عُمَرُ" وَأَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ، الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِيْ أَوْصٰى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رُقْبَةٍ وَأَنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَ بَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذَالِكَ

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے (مرتے وقت) وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور اس کے بیٹے ہشام نے اپنے باپ کی طرف سے پچاس غلام آزاد کئے اور اس کے بیٹے عمرو نے باقی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والد نے وصیت کی ہے کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کئے جائیں۔ ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور پچاس باقی رہ گئے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر سکتا ہوں تو اللہ کے پیارے رسول نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو وہ اسے پہنچتا۔

ایک اور حدیث یہ بھی دیکھئے

(مع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۱۲ فاروقی کتب خانہ ملتان)

پندرھویں حدیث!

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَتْ اِمْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيَ مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں آئی اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہو چکی ہے اور اس نے حج نہیں کیا کیا میں ان کی طرف سے حج کروں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم ان کی طرف سے حج کرو۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اسی سے ملتی جلتی ایک حدیث اس طرح بھی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سولہویں حدیث:۔

مع ترمذی جلد اول صفحہ ۱۱۲ فاروقی کتب خانہ ملتان

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِی اَدْرَكَتْهُ فَرِيْضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ وَ هُوَ شَيْخٌ "كَبِيْرٌ" لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَوِىَ عَلٰى ظَهْرِ الْبَعِيْرِ قَالَ حُجِّي عَنْهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والد پر حج فرض ہے لیکن وہ بہت بوڑھا ہے اونٹ کی پیٹھ پر نہیں ٹھہر سکتا آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کیطرف سے حج کر۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے مسائل اربعین صفحہ ۳۲ فرماتے ہیں

نزد علماء حنفیه ثواب عبادت بدنی و مالی میت مے رسد چنانچه درهدایه مرقوم است ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله صلوة او صوما او صدقته او غیر ها عند اهل السنته و الجماعته

علماء حنفیہ کے نزدیک عبادت مالی اور عبادت بدنی دونوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں مرقوم ہے بے شک اہل سنت وجماعت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہنچا دے خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ صدقہ ہو یا اسکے سوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتاوی عزیزی صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں

طعامیکه ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند بر آں قل و فاتحه و درود خواندن متبرک میشود و خوردن بسیار خوب است

جس کھانے پر حضرت حسنین کریمین کی نیاز کریں اس پر قل و فاتحہ و درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اسکا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی فتاوی عزیزی صفحہ ۱۴۱ پر ہے

اگر مالیده وشیر برائے فاتحه برزگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پخته بخورند جائزاست مضائقه نیست

اگر دودھ مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں اسی فتاوی عزیزی میں ہے۔

اگر فاتحه بنام برزگے داده شد پس اغنیار اهم خوردن جائزاست

اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں کھانا جائز ہے ایک اور جگہ مروجہ ایصال ثواب کا تذکرہ کرتے ہوئے فتاوی عزیزی صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں۔

ختم کلا م الله کنندوفاتحه برشیرینی یا طعام نمود تقسیم درمیاں حاضراں نمایندایں قسم معمول در زمانه پیغمبرخدا و خلفائے راشدین نبود اگر کسے ایں طور پر بکند باك نیست زیر اکه دریں قسم قبح نیست بلکه فائده احیاء اموات حاصل مے شد۔

ختم قرآن کرنے اور طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھنے اور اس کو حاضرین میں تقسیم کرنے کا حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں رواج نہ تھا لیکن اگر کوئی مسلمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں زندوں اور مردوں کا فائدہ ہے۔ یہ فرمان ہے شہنشاہ شریعت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا' آیئے سنیئے فرمان شہنشاہ طریقت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کا فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں۔

نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس (صفحہ ۲۴) پر لکھتے ہیں اور یہ وہی ہیں جن کو قاسم العلوم والخیرات کہا جاتا ہے اور دیوبند کی محافل میں جنکے نام کے قصیدے اور مدحیہ اشعار لکھے اور پڑھے جاتے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پانچ ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمے کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ دی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے سبب پوچھا تو اس نے عرض کی اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں آپ نے اس پر فرمایا کہ اس جوان کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔

قاسم نانوتوی صاحب کے اس بیان نے ثابت کر دیا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پانچ ہزار مرتبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے مرنے والے کی بخشش و مغفرت کی امید ہے ایصال ثواب کے لیے مروجہ محافل میں یہی سب کچھ تو کیا جاتا ہے پھر اعتراض چہ معنی دارد؟

اہل علم سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا شریعت و طریقت میں کیا مقام ہے اور دین وملت کے لیے ان کی کیا خدمات ہیں۔ حاجی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ علیہ علمائے دیوبند کے ہاں کس اہمیت کے حامل ہیں اور حکیم الامت آف دیوبند اشرف علی تھانوی صاحب اور رشید احمد گنگوہی صاحب کے پیر و مرشد بھی ہیں۔

اب آیئے سنیئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی' حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر ایصال ثواب "تیجہ یعنی قل" کا حال سنیئے۔

ملفوظات عزیزی (صفحہ ۸۰) پر ہے

روز سوم کثرت ھجوم مردم آں قدر بود کہ بیروں از حساب است ھشتادو یك کلام اللہ بہ شمار آمدو زیادہ ھم شدہ باشد کلمہ راحصر نیست۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے سوم پر اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہونگے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں۔

اب فرمایئے کہ اگر یہ کام شرک اور ناجائز ہے تو ایسا کیوں کیا گیا اور شاہ صاحب نے اس کی تحسین کیوں کی؟ اتنے بڑے عالم و فاضل' عابد و زاہد' متقی و پرہیزگار کی تعلیمات شریعت سے ہٹ کر نہیں ہوسکتیں۔

قل پر قرآن کا پڑھنا' ہجوم کا اکٹھا ہونا' کلمہ طیبہ کا ورد' اور علماء کا تحسین کے ساتھ لکھنا' اس کو اپنی تصانیف میں لکھنا اور تعریف کرنا اس عمل کے جواز کا ایک بین ثبوت ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جنہیں اشرف علی تھانوی صاحب' کرامات امدادیہ میں بقیہ السلف' حجۃ الخلف قدوۃ السالکین' زبدۃ العارفین' شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا شاہ جیسے عظیم القابات سے یاد کرتے ہیں وہ حاجی امداد اللہ صاحب فاتحہ مروجہ کے بارے میں فیصلہ ہفت مسئلہ (صفحہ ۸) پر رقم طراز ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلف میں تو عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے بہتر ہے تو پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رو برو لانے لگے کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائیگا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی ساتھ رکھ لیا یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔

اب کہیے! حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو آفتاب طریقت و ماہتاب شریعت بھی ہیں علمائے دیوبند کے ہاں اسلاف اسلام کی یادگار بھی، ان کے فرمان پر کیا حکم لگاتے ہیں اور ان کو کس لقب سے یاد کرتے ہیں اسی فعل کے سبب ان سب بزرگ ہستیوں کو کافر و مشرک و مرتد کہا جا سکتا ہے کیا؟

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پھر یہ اعتراض بھی سننے میں آیا ہے کہ کھانا رکھ کر دعا مانگنا کیونکر درست ہو سکتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض یہ ہے کہ انہوں نے صرف حدیث کا نام سنا ہے پڑھا نہیں اور اگر پڑھا بھی ہے تو تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر پڑھا ہے اس لیے حقیقت حال ان کی نگاہوں سے اوجھل رہی یا پھر

اَلْمُعْتَرِضُ کَالْاَعْمٰی

(اعتراض کرنے والا اندھے کی مانند ہوتا ہے) کی صورت میں نظر آتی ہے۔

اٹھایئے کتب احادیث، بہت سی احادیث اس ضمن میں آپ کا استقبال کرینگی اور آپ کو خوش آمدید کہتے ہوئے مذہب مہذب اہل سنت کی حقانیت کا ثبوت فراہم کرینگی۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۳ مشکوٰۃ المصابیح ۵۳۸ پر ہے۔)

کہ غزوہ تبوک میں اشیائے خورد ونوش کی کمی ہوگئی اور لوگوں کو سخت بھوک پہنچی تو نبی اکرم ﷺ نے فاروق اعظم کے عرض کرنے پر تمام لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ کسی کے پاس ہے لاؤ جو کچھ کسی کے پاس تھا وہ لے آیا۔

قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْٔیُ بِکَفِّ ذُرَّۃٍ قَالَ وَ جَعَلَ یَجِیْٔیُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَ یَجِیْٔیُ الْاٰخَرُ بِکَسْرَۃٍ حَتّٰی اَجْتَمَعَ عَلَی النِّطْعِ مِنْ ذَالِکَ شَیْءٌ "یَسِیْرٌ" قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْبَرْکَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ الخ

یعنی کوئی مٹھی بھر جو لایا، کوئی مٹھی بھر کھجور لایا، کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا، دستر خوان، بچھا کر سب کو اس پر جمع کر دیا گیا اور حضور رحمت دو عالم، نور مجسم، شفیع معظم، نبی مکرم، رسول محتشم، خلیفۃ اللہ الاعظم، فخر آدم و نبی آدم حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی پھر فرمایا اب اسکو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے برتنوں میں رکھ لو۔(مشکوٰۃ المصابیح ۵۳۹ پر ہے۔)

حضرت انس سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور اُم سلیمؓ نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا اور بہت سے لوگوں کو دعوت دی گئی یہاں تک ان کی تعداد تین سو تک ہوگئی۔

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَسِیْسَۃِ وَ تَکَلَّمَ بِمَاشَآءَ الخ

یعنی آپ ﷺ نے اس کھانے پر دست اقدس رکھ کر کچھ پڑھا دس دس کی ٹولی بسم اللہ پڑھ کر شروع کرتی اور کھا کر چلی تی اس طرح دوسری ٹولی آتی اور وہ بھی کھا کر چلی تی۔

حَتّٰی اَکَلُوْا کُلُّھُمْ

یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔

اس طرح مشکوٰۃ المصابیح (صفحہ ۵۴۷) پر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّھُنَّ ثُمَّ دَعَالِیْ فِیْھِنَّ بِالْبَرَکَۃِ الخ

یعنی لایا میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ کھجوریں اور عرض کی آقا دعا فرمایئے اللہ سے اس میں برکت کی آپ نے ان کو ملایا اور دعائے برکت کی اور فرمایا۔

خُذْھُنَّ فَاجْعَلْھُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آ کے ان کو اٹھا لے اور برتن میں سنبھال کے رکھ

الختصر یہ کہ دعا کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ میں وہ کھجوریں خود بھی کھاتا رہا گھر والوں کو بھی کھلاتا رہا مہمانوں کو بھی پیش کرتا رہا لیکن کھجوروں میں کمی نہ آئی یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک غلطی کے باعث مجھے ان سے محروم ہونا پڑا۔

الغرض اس طرح کی احادیث سے کتب مالا مال ہیں اور حقانیت اہل سنت کا منہ بولتا ثبوت ہیں مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا نہ صرف جائز' بلکہ مستحب و مستحسن ہے بلکہ سنت حبیب کبریا بھی ہے کھانا پکانا' تلاوت کلام پاک کرنا' خیرو برکت' مغفرت و بخشش' بلندی درجات کی دعا کرنا' ثواب پہنچانا' خیرات کرنا وغیرھم سب امور خیر کے قبیل سے ہیں تو پھر فتوئی کی بوچھاڑ کیوں؟ اور پھر اس کا رخ فقط اہل سنت کی طرف کیوں؟ جبکہ قاسم العلوم والخیرات' حکیم الامت' بقیۃ السلف' حجۃ الخلف کے القاب پانے والے بھی اس کو جائز قرار دے چکے ہیں اور نہ صرف جائز بلکہ بہترین اور بہتر جان کر ہی اپنی تصانیت وتالیف میں درج کر چکے ہیں جب بہتر جانتے ہیں تو ظاہر ہے پھر کرتے بھی رہے ہونگے ایسی حالت میں ان کے لیے کیا احکامات ہیں؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا:۔

یہ بات بھی سننے میں آتی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت کیا ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے' عبادت کی روح اور اس کی اصل ہے اس کا نقشہ صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنوں میں اس وقت نگاہوں کے سامنے آتا ہے جب انسان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں اور وہ غم واندوہ کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکا ہو۔

یار، دوست، عزیز، رشتہ دار، بہن بھائی سب محبت کرنے والے الفت جتانے والے ساتھ چھوڑ چکے ہوں اٹھنے والا قدم کامیابی و کامرانی کے بجائے محرومی کی طرف اٹھ رہا ہو ساری تدبیریں ناکام ہو چکی ہوں حالات کی ستم ظریفی نے اس کی شان و شوکت کا بستر گول کر دیا ہو اور اس کی قوت اور طاقت کو ریزہ ریزہ کر دیا ہو جب چاروں طرف مایوسی اور ناکامی نے ڈیرے ڈال لیے ہوں اور کوئی پرسان حال نہ ہو ایسی حالت میں جب وہ اللہ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہے زبان سے دل دردمند کی داستان غم پیش کرتا ہے اس یقین واعتقاد کے ساتھ اس کے در سے آج تک کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ کی اہمیت سمجھ کر دعا کرتا ہے۔

اَلدُّعَآءُ سِلَاحُ الْمُؤمِنِ وَ عِمَادُ

الدِّیْنِ وَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دعا دین کا ستون ہے اور زمین وآسمان اس کے نور سے منور ہیں۔

اس کی اہمیت کے پیش نظر جب وہ ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ رب العزت کو یہ اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے حیا آتی ہے۔

وہ ہماری خطاؤں کو نہیں بلکہ اپنی کریمی کو دیکھتا ہے

وہ ہمارے گناہوں کو نہیں بلکہ اپنی شان رحمت کو دیکھتا ہے

وہ ہمارے جرم نہیں بلکہ اپنے عفو کو دیکھتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ ہماری پھیلی ہوئی جھولیاں دیکھتا ہے

وہ ہمارے دامن طلب کو ملاحظہ فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

(مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا) کے وعدے رحمت اور عہد مغفرت کو دیکھتا ہے اور عطا کی جھولی سے رحمت و کرم کی بارش نچھاور کرتا ہے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم خود نبی کریم رؤف رحیم پیارے آقا ﷺ نے اپنے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کے پیارے اور مقدس ہونٹوں سے اور حقیقت کے صحیح ترجمانی کرنے والی ان ھو الا وحی یو حی کی پیاری زبان اقدس سے فرمایا۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۱۲ ابن ماجہ صفحہ ۲۷۵ پر ہے)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحِي مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا

فرمایا اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے بے شک تمہارا رب زندہ ہے، کریم ہے، وہ اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور وہ انہیں خالی ہاتھ مایوس لوٹا دے۔

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان اس طرح ہے۔

جو ابن ماجہ (صفحہ ۲۷۵) پر موجود ہے ابن عباس سے روایت ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰهَ فَادْعُ بِبُطُوْنِ كَفَّيْكَ وَلَا بِظُهُوْرِهِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو اللہ سے دعا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں سے کیا کر اور ہاتھوں کی پشت سے نہ کیا کر اور جب دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر ملا کر۔

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا عمل یوں بیان کیا گیا ہے۔

ابوداؤد (صفحہ ۲۱۲) پر ہے

اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ

ترجمہ: بے شک نبی اکرم ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو دونوں ہاتھ اٹھا لیا کرتے اور چہرے پر مل لیا کرتے تھے (دعا ختم کرتے وقت) ایک حدیث میں اس طرح ہے جس کے راوی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب ؓ ہیں جن کی شان میں سرور کونین نے فرمایا:

اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ

ترجمہ: حق عمر کی زبان پر گفتگو کرتا ہے۔

اَلشَّیْطَانُ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ

ترجمہ: شیطان عمر کے سائے سے بھی بھاگ جاتا ہے۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر

ترجمہ: اگر میرے بعد کسی کو نبوت عطا ہونا ہوتی تو وہ نبی عمر ہوتا۔ (یہ وہ عمر ہیں جن کے قبول اسلام پر مبارکباد فرشتوں نے پیش کی۔)

سبع سنابل شریف میں میر عبدالواحد بلگرامی لکھتے ہیں ایک مرتبہ جبرائیل علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر تھے اور امیر المومنین فاروق اعظم آ رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ عمر ہیں جو تشریف لا رہے ہیں ارشاد فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا جبرائیل امین عمر کو آسمان والے بھی پہچانتے ہیں؟ حضرت جبرائیل نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس خدائے برتر کی قسم جس نے آپ کو ہدایت مخلوق کے لیے مبعوث فرمایا عمر آسمان پر زیادہ مشہور ہیں بمقابلہ زمین کے فرمایا عمر کے کچھ فضائل بیان کرو۔

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر میں نوح علیہ السلام کی عمر لے کر آپ کے روبرو عمر فاروق کے فضائل بیان کرنا چاہوں تو پورے بیان نہ کرسکوں گا اور جب فاروق اعظم تشریف لے آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر اگر میں مبعوث نہ فرمایا گیا ہوتا تو تم پیغمبر ہوتے یہ فاروق اعظم روایت کرتے ہیں۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ

ترجمہ:۔ فرماتے ہیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے چہرہ اقدس پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ چھوڑتے

دوسری روایت میں ہے **لَمْ يَحُطَّهُمَا** کی بجائے **لَمْ يَرُدَّهُمَا** کے الفاظ ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى فِىْ حَدِيْثِهٖ لَمْ يَرُدَّهُمَا

اسی طرح اور بھی بہت سی احادیث میں ہے مگر از راہ اختصار انہیں چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بزرگان دین اور مقبولان بارگاہ الٰہی سے ان کی ظاہری زندگی میں یا ان کے وصال کے بعد دعا کے لیے گذارش کیوں کی جاتی ہے اور بارگاہ رسالت میں استغاثہ فریاد کرنا بھی شرک ہے حالانکہ ایسا کرنے والے نہ ان کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا مانتے ہیں اور نہ قادر مطلق سمجھتے ہیں اور نہ ان کے دلوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر اللہ نہ چاہے تب بھی یہ مشکل کشائی کر سکتے ہیں بلکہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو اپنے سے کہیں بہتر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں کہ اللہ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

کسی دوسرے سے دعا منگوانا ہرگز ہرگز شرک نہیں خود محبوب خدا رسول مجتبیٰ ﷺ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی شیر خدا کو وصیت فرمائی اور ساتھ اپنا جبہ بھی عنایت فرمایا کہ وہ اویس قرنی سے اپنے لیے اور امت مسلمہ کے لیے دعا کروائیں۔

بعد از وصال اور ان کی مقدس ظاہری زندگی میں کسی بزرگ و کامل ہستی سے استغاثہ و فریاد بھی شرک نہیں ایک حدیث میں اس طرح ہے جس کو امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ نے اپنی کتاب سنن ابی ماجہ (صفحہ ۹۹)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب جامع ترمذی

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند امام احمد بن حنبل (ص ۱۳۸)

امام ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب مستدرک علی الصحیحین (صفحہ ۵۱۹)

قاضی [illegible]نی نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین (صفحہ ۳۷۔۱۳۷)

امام ابو زکریا یحیٰ بن شرف نووی نے اپنی کتاب کتاب الاذکار (صفحہ ۱۲۷)

امام ابو [illegible] نواب وحید الزمان نے اپنی کتاب ھدیۃ المھدی (صفحہ ۸۷۔۱۷۳)

حکیم الامت آف دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب (صفحہ ۲۵۳)

امام ابو یوسف نبہانی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین پر نقل کیا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ اَنْ یُعَافِیَنِیْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَکَ وَھُوَ خَیْرٌ" وَاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ اُدْعُہُ فَاَمَرَہٗ" اَنْ یَتَوَضَّاءَ فَیُحْسِنُ وَضُوْءَہٗ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَیَدْعُوا بِھٰذَا الدُّعَاءُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْتَضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ لِیْ قَالَ اَبُو اِسْحَاقَ ھٰذَا حَدِیْثٌ" صَحِیْحٌ"

حضرت عثمان بن حنیفؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری آنکھیں ٹھیک کر دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کام کو موخر کر دوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو میں دعا کروں اس نے عرض کیا آپ دعا فرما دیں آپ نے فرمایا تم اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہو اے اللہ نبی اکرم ﷺ کو میرے لیے شفاعت کرنے والا بنا دے۔

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد امام بیہقی دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کہا کہ خدا کی قسم ابھی اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہماری گفتگو کا سلسلہ دراز نہیں ہوا تھا کہ وہ شخص آیا اور حال اس کا یہ تھا کہ اس کی آنکھیں بالکل درست ہو چکی تھیں۔

یہ تو زندگی اقدس میں ندا کرنے کی بات ہے آیئے بعد از وصال ندائے یارسول اللہ کے بارے میں صحابہ کا عمل دیکھیں۔

حضرت علامہ امام حافظ ابو القاسم طبرانی اپنی کتاب معجم صغیر (صفحہ ۱۸۳۔۸۴)

حضرت علامہ حافظ زکی الدین منذری نے اپنی کتاب الترغیب والترہیب (صفحہ ۲۷۴۔۲۷)

حضرت علامہ حافظ الہیثمی نے اپنی کتاب مجمع الزوائد (صفحہ ۲۷۹)

اور دیگر محدثین اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیان کرنے والے خود حضرت عثمان بن حنیف ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملاقات ہو گئی اس نے عثمان بن حنیفؓ سے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا وضو خانہ میں جا کر وضو کرو پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ کہو

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ الخ

یعنی پھر وہی دعا تعلیم فرمائی جو نبی اکرم ﷺ نے خود نابینا صحابی کو تعلیم فرمائی تھی جس میں واشگاف الفاظ میں ندائے یارسول اللہ کے الفاظ ہیں یعنی یا محمد ﷺ۔ اے محمد میں متوجہ ہوا ہوں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف۔ وہ شخص گیا اس نے حضرت عثمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن حنیفؓ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق وضو کیا نماز پڑھی اور نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے اور آپ کو ندا کر کے دعا مانگی پھر امیر المومنین عثمان غنیؓ کے پاس گیا دربان نے اس کے لیے دروازہ کھولا اور اس کو حضرت عثمانؓ کے پاس لے گیا آپ نے اس کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا کام پوچھا اور اس کا کام کر دیا اور فرمایا جب بھی تمہیں کوئی کام ہو بلا روک ٹوک ہمارے پاس چلے آیا کرو پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا جب اس کی ملاقات عثمان بن حنیف سے ہوئی تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا حضرت امیر المومنین میری طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کر دی۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تیری کوئی سفارش امیر المومنین کی بارگاہ میں نہیں کی۔ پھر سارا واقعہ نابینا صحابی کے حاضر ہونے کا اور سرکار کائنات ﷺ کے حکم کا اس کو سنایا۔

اسی طرح اور بھی بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں سے ندائے یا رسول اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ اقدس میں ایک سال قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث مزنیؓ پیارے رسول ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔

اس کو نقل کیا ہے۔

امام بن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ (صفحہ ۱۲-۳۲)

امام ابن ابی شیبہ امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ (صفحہ ۹۱-۹۲)

حافظ ابو عمر قرطبی نے اپنی کتاب الاستیعاب علی ہامش الاصابہ (صفحہ ۲۴۲)

امام ابن اثیر جذری نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ (صفحہ ۳۸۹-۹۰)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری (صفحہ ۴۹۵ـ۶۹)

عَنْ مَالِکِ الدَّارِ قَالَ وَکَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَی الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ قَحطٌ" فِیْ زَمَنِ فَجَاءَ رَجُلٌ" اِلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِکَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَکُوْا فَاَتَی الرَّجُلُ فِی الْمَنَامِ فَقِیْلَ لَہٗ اِئْتِ عُمَرَ فَاَقْرِئْہُ السَّلَامَ وَاَخْبِرْہُ اَنَّکُمْ سَتُسْقَوْنَ الخ

مالک دار جو حضرت عمر فاروقؓ کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ) نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ قحط سے ہلاک ہو رہی ہے نبی اکرم ﷺ اس کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کے پاس جاؤ اس کو سلام کہو اور خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی۔

اس طرح آخری حدیث تک جنگ یمامہ میں جب مسیلمہ کذاب اور مسلمانوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا تو اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے علامہ ابن اثیر جذری اپنی کتاب الکامل فی تاریخ (صفحہ ۲۴۲)

علامہ حافظ ابن کثیر اپنی کتاب البدایہ والنہایہ (صفحہ ۳۲۳)

ثُمَّ بَرَزَ خَالِدٌ" وَدَعَا اِلَی الْبِرَازِ وَنَادٰی بِشِعَارِ ھِمْ وَ کَانَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شِعَارُ هُمْ يَا مُحَمَّدَ اهْ

پھر حضرت خالدؓ نے دشمن کو للکارا اور للکارنے والوں کو دعوت قتال دی پھر مسلمانوں کے معمول کے مطابق یا محمد ﷺ کہہ کر نعرہ لگایا۔

نعرہ رسالت عہد صحابہ میں:۔

بعض لوگ اجتماعی طور پر نعرہ رسالت یا رسول اللہ کہنے کو بدعت اور شرک قرار دیتے ہیں اور اس کے قائلین کو شرک اور بدعتی ٹھہراتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہاں تک کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں صحابہ کرام نے تو کبھی اس نام کا نعرہ بلند نہیں کیا۔

عزیزان گرامی! میں عرض کرتا ہوں یہ بات صرف دھوکہ دینے کے لیے کی جاتی ہے ورنہ حقیقت حال اس سے مختلف ہے' لیجئے۔ صحابہ کرام کا عمل پیش خدمت ہے اور سرور کونین کی زندگی اقدس میں آپ کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا۔

مسلم جلد دوم (صفحہ ۴۱۹) پر ہے۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں داخل ہوئے تو

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَ النِّسَآءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَ تَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَ الْخِدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یعنی عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھیل گئے اور نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔

علمائے امت کا عمل:

ضروری ہے کہ اس موقع پر علمائے امت کا عمل پیش کر دیا جائے تا کہ پتہ چلے کہ بڑے بڑے آئمہ و اعلام، محدثین و مفسرین، متقدمین و متاخرین، متکلمین و شارحین، بھی استغاثہ فریاد کو نہ صرف جائز گردانتے تھے بلکہ مشکل کے وقت ندا بھی کیا کرتے تھے۔

امام زین العابدین" کا عمل:

سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علیؓ دربار رسالت میں استغاثہ وفریاد کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ مَحْبُوْسِ اَيْدِي
الظَّالِمِيْنَ فِي الْمَوْكَبِ وَالْمُزْدَهِمِ

اے تمام جہانوں کیلئے رحمت زین العابدین کی امداد کیجئے اس ازدھام میں وہ ظالموں کے ہاتھ میں قید ہیں۔

امام ابوحنیفہ" کا عمل:۔

امام الائمہ، سراج الامہ، شرف فقہا، عزت علماء امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بارگاہ مصطفوی ﷺ میں یوں التجا کرتے ہیں۔

قصیدہ نعمان میں ہے۔

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِرِضَاکَ

اے دونوں جہاں کی بزرگ ہستی اے اللہ کی نعمتوں کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے۔

(مجموعۃ القصائد صفحہ ۴۲) (مطبوعہ مجتبائی دہلی)

عبدالرحمٰن جامیؒ کا عمل:۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز نحو کی مشہور کتاب فوائد ضیائیہ المعروف شرح جامی کے مولف اپنی کتاب (یوسف زلیخا ص ۱۵) پر بارگاہ مصطفوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمتہ للعالمینی
زمہجوراں چرا فارغ نشینی

جدائی سے جہاں کی جان جارہی ہے' رحم فرمایئے' یارسول اللہ ﷺ رحم فرمایئے کیا آپ رحمتہ للعالمین نہیں ہیں؟ ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ہم سے فارغ کیوں ہو بیٹھے؟۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ کا نظریہ:۔

امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یوں عرض کرتے الجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ (صفحہ ۸۵) پر ہے۔

یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ شَرُفَتْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَصَائِدِی بِمَدِیحِ فِیکَ قَدْرٌ صَفَا

اے میرے سید و سردار اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ آپ کی مدح و ثناء سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہو گئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا نظریہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا یہ قطعہ زبان زد خاص و عام ہے جو (تفسیر عزیزی زیر سورۃ والضحیٰ (پارہ ۳۰) میں ہے۔)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِکَ الْمَنِیْرِ
لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ لَا یُمْکِنُ الثَّنَاء" حَقُّهُ کَمَا کَانَ حَقُّهُ بَعْدَ
اَزْ خُدَا بَزُرْگ تُوْ یِیْ قِصَّهٗ مُخْتَصَرْ

اے صاحب کمال، اے بشریت و انسانیت کے سردار، بے شک چاند آپ کے چہرہ زیبا کے نور سے منور ہے، جیسا کہ آپ کی تعریف و توصیف کرنے کا حق ہے۔ ممکن ہی نہیں کہ ہو سکے سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ خدا کے بعد ساری مخلوق سے بہتر و برتر آپ کی ذات والصفات ہے۔

امام الوھابیہ کا نظریہ:۔

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلدوں کے امام قصیدہ عنبریہ فی مدح خیر البریہ (صفحہ ۳۰) میں یوں کہتے ہیں۔

یَا سَیِّدِی یَا عُرْوَتِی وَ وَسِیْلَتِی یَا عِدَّتِی فِی شِدَّۃٍ وَ رِخَاءٍ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ اشرف علی تھانوی کا نظریہ:۔

اے میرے' سردار' اے میرے سہارے' اے میرے وسیلے' اے سختی وزری کی حالت میں ساز وسامان۔

حکیم الامت آف دیو بند مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب (صفحہ ۱۹۴) پر لکھتے ہیں۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِیْ خُذْبِیَدِیْ اَنْتَ فِیْ الْاَضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

پھر خود ہی ترجمہ میں اردو اشعار لکھتے ہیں

دستگیری کیجئے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

شیخ قاسم نانوتوی کا نظریہ:۔

بانی دار العلوم دیو بند قاسم نانوتوی قصائد قاسمی (صفحہ ۸) پر کہتے ہیں۔

مدد کرے کرم احمدی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اسی کتاب میں ایک جگہ یوں کہتے ہیں۔

جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کرتے ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا نظریہ:۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ گلزار معرفت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شفیع　عاصیاں　تم　ہو

وسیلہ　بے　کساں　تم　ہو

تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

اور نالہ امداد غریب میں یوں کہتے ہیں

یا　محمد　مصطفیٰ　فریاد　ہے

اے　حبیب　کبریا　فریاد　ہے

سخت　مشکل　میں　پھنسا　ہوں　آج　کل

اے　میرے　مشکل　کشا　فریاد　ہے

امام شرف الدین بوصیریؒ کا نظریہ:۔

امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں یوں کہتے ہیں

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیَ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بہترین خلق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں مہربانی فرماؤ۔

شیخ محمود الحسنؒ کا نظریہ:۔

شیخ الہند مولوی محمود الحسن سورہ فاتحہ میں

اِیَّاکَ نَعْبُدُوَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل نا جائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

الغرض! یا رسول اللہ کہنا' مشکل کے وقت ندا کرنا' مدد مانگنا یہ امت مسلمہ کا شعار اور معمول ہے' جس طرح آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کے قائل پر کفر و شرک' بدعت و ضلالت کا فتویٰ لگانا حقیقت کا منہ چڑانا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ (اٰمین ثم اٰمین)

اب آیئے اصل موضوع کی طرف اور دیکھئے اس کے بارے میں امام اہل سنت' مجدد دین و ملت' سراج الامت' چراغ معرفت' پروانہ شمع رسالت' الشاہ احمد رضا' قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں۔

ملفوظات اعلیٰ حضرت (صفحہ ۲۷۷) پر حدیث کے حوالے سے لکھا ہے۔

کہ جب انسان مر جاتا ہے تو کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔ وہ شخص دار العمل سے نکل گیا۔ اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں۔ خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے میرے آسمان بھرے پڑے ہیں عبادت کرنے والوں سے، اس لیے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔

فرشتے عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے میری زمین بھری پڑی ہے عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد رب ذوالجلال ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرہانے قیامت تک کھڑے رہو، اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اور اس کا ثواب قیامت تک میرے بندے کو بخشتے رہو۔ معلوم ہوا کہ رب کی منشاء بھی یہی ہے کہ ایصال ثواب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے انسان کریں نہ کریں فرشتے مامور ہیں اس کام پر وہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔

اب سنئے احوال قیامت' قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ایک دن ہے۔ قرآن کا کہنا ہے۔

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے وہ دن جس دن

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ

انسان ایسے ہونگے جیسے بکھرے ہوئے پتنگے

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ

اور پہاڑ ایسے ہونگے جیسے دھنکی ہوئی رنگین اون

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

جن کی نیکیاں زیادہ ہونگی

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ

وہ اپنی من پسند زندگی میں ہوں گے

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

اور جن کے اعمال کے وزن ہلکے ہونگے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ

اوران کے لئے ہاویہ یعنی بھڑکتی ہوئی آگ ہے (القارعہ ۴۔تا۱۰)

یہ دنیا دارالعمل ہے اور وہ دارالجزاء ہے۔

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

یہاں بوتا ہے وہاں کاٹنا ہے

جس دن اللہ فرمائے گا

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

بتاؤ آج کس کی بادشاہی ہے؟

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (مومن ۱۶)

وہ اللہ جو واحد ہے قہار ہے اس کی بادشاہی ہے اللہ فرماتا ہے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ

اس دن ہم مہر لگادیں گے ان کے مونہوں پر

وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ

اور ہم سے کلام کریں گے ان کے ہاتھ

وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ (یٰسین ۶۵)

اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں

یہ بات مجرموں کی ہے انعام والے گروہ کی بات کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

ہم تمہارے دوست ہیں دنیا اور آخرت میں

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ (حم السجدہ ۳۱)

اور واسطے تمہارے وہی ہے جو تم طلب کرو گے۔

پتہ چلا قیامت کے دن ہر کسی کا حال یکساں نہیں ہو گا' کوئی نامہ اعمال کیلئے تھر تھر کانپ رہا ہو گا' کوئی گھٹنوں تک پسینے میں ڈوبا ہو گا' کوئی ناف تک اور کوئی سینے اور گردن تک پسینے میں ڈوبا ہو گا' کسی کو فرشتوں نے پکڑ رکھا ہو گا اور زنجیریں ڈال کر اوندھے منہ لٹکا کر دوزخ کی جانب لے جایا جا رہا ہو گا کچھ لوگ پریشان ہونگے کچھ ایسے ہونگے جن کے چہروں پر مردنی چھائی ہو گی اور کچھ چہرے خوش ہونگے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ

کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہونگے

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ

اور کچھ چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے

تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ

سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کیا جائے گا جو ان کی کمر توڑ ڈالے

(القیمۃ ۲۲ تا ۲۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک دوسری جگہ پر یوں ہے

وَجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ

کچھ چہرے اس دن روشن ہونگے

ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ

ہنستے مسکراتے خوشیاں مناتے ہوں گے

وَوَجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ

اور کچھ چہروں پر اس دن گرد پڑی ہوگی

تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ

ان پر سیاہی چڑھ رہی ہوگی　　(عبس آیے ۳۸ تا ۴۱)

ایک موقع پر یوں فرمایا گیا۔

لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ

دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں

اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ　　(الحشر آیت ۲۰)

جنت والے ہی مراد کو پہنچے

قیامت کے اس سخت دن میں اللہ کے برگزیدہ بندوں کی شان دیکھنے والی ہوگی حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

یُوْضَعُ لِلْاَنْبِیَاءِ مَنَابِرُ

اللہ کے پیارے نبیوں کے لئے نور کے منبر بچھائے جائیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَجْلِسُوْنَ عَلَیْہِ

وہ سارے کے سارے ان پر بیٹھیں گے

حَتّٰی یَبْقٰی مِنْبَرِیْ

یہاں تک کہ میرا منبر باقی رہ جائے گا

وَاَنَا لَا اَجْلِسُ عَلَیْہِ

اور میں نہیں بیٹھوں گا

وَاَنَا قَائِمٌ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ مُنْتَصِبًا

اور میں اپنے رب کے حضور کھڑا ہو جاؤں گا۔

قَالَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی یَا مُحَمَّدُ مَا تُرِیْدُ اَنْ اَصْنَعَ بِاُمَّتِکَ

اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا اے محمد ﷺ بول تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

قربان جائیں کیسا منظر ہوگا' رب خود فرما رہا ہے اے محمد ﷺ بول تیری امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اسی پر اقبال نے کہا ہے۔

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد چہارم (صفحہ ۱۰۶) پر حدیث قدسی درج کرتے ہیں۔

یَا مُحَمَّدُ کُلُّ اَحَدٍ یَطْلُبُ رِضَائِیْ

وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَآءَکَ فِی الدَّارَیْنِ

اے محمد ﷺ ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں دونوں جہانوں میں تیری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

پڑھ لو قرآن تمہیں پتہ چلے محمد عربی ﷺ کی شان کا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اور بیشک تمہارا رب تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اسی آیت کریمہ کے تحت امام جلال الدین سیوطیؒ کے استاد محترم امام جلال الدین محلی تفسیر جلالین میں حدیث درج کرتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ لَا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ" مِنْ اُمَّتِي فِي النَّارِ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اپنے رب سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ میرا آخری امتی بھی دوزخ سے نکال کے جنت میں داخل نہ کیا گیا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

رب فرمائے گا بتایئے آپ کی امت کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حضور فرماتے ہیں میں عرض کروں گا **عجل حسابه** مولا تو جان اور تیری قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن جانے میری امت کو جلدی جلدی فارغ کر دے ایک جگہ فرماتے ہیں انبیاء بھی اپنے حسب حال منبروں پر بیٹھیں گے اور اولیاء بھی اور اولیاء کے منبروں کی شان ہی جدا ہوگی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاِنَّ مَنَابِرَهُمْ لَنُوْر" وَاِنَّ وَجْهَهُمْ لَنُوْر"

وہ نور کے منبروں پر ہونگے اور ان کے چہرے بھی سراپا نور ہوں گے

يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

نبی اور شہید قیامت کے دن ان کے مقامات پر رشک کریں گے اور پوچھیں گے اللہ یہ کون ہیں؟۔

آخر میں آقائے کونین نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی

ثُمَّ قَرَءَ هٰذِهٖ الْاٰيَةَ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ" عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی خبردار بے شک اللہ کے دلیوں کو نہ خوف ہے اور نہ غم۔

اس دن جب میزان عمل قائم ہوگی اعمال تولے جائیں گے تو ایک شخص ایسا پیش کیا جائے گا جس کے اعمال میں ایک نیکی کی کمی ہوگی اگر ایک نیکی اس کو مل جائے تو وہ جنت کا حق دار ٹھہرے گا اللہ کا کرم دیکھو فرمائے گا یہ محشر کا میدان ہے اپنے اور بیگانے سارے جمع ہیں۔ جا کسی سے ایک نیکی مانگ کے لے آ" غور فرمایئے! اگر نیکی کسی دوسرے سے لی نہ جاسکے اور کسی کو دی نہ جاسکے تو رب کو کیا پڑی ہے کہ فرمائے نیکی مانگ کے لے آ" رب کے فرمان پر وہ شخص میدان محشر میں لوگوں کے پاس جاتا ہے اور ایک نیکی کا سوال کرتا ہے" لیکن قیامت کے دن تو ہر کوئی دوسرے سے بھاگنے والا ہوگا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس دن آدمی بھاگ رہا ہوگا اپنے بھائی سے' اپنی ماں سے' اور اپنے باپ سے اپنی بیوی سے' اور اپنے بیٹوں سے'' وہ شخص ہر کسی سے ایک نیکی کا مطالبہ کرتا ہوا آخر میں ایک ایسے فرد کے پاس آئے گا جس کے پاس فقط ایک ہی نیکی ہوگی وہ اس کے سوال پر اپنی نیکی اس کو دے دیگا دیکھے نیکی کی کسی اور نے ہے دی کسی اور کو جا رہی ہے'' جب وہ نیکی لے کر رب کے پاس پہنچتا ہے تو اللہ فرماتا ہے جس نے تمہیں نیکی دی ہے اس کو بھی بلا کے لے آؤ وہ لایا جاتا ہے اور ایک نیکی کے ایصال ثواب پر دو آدمی بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

غور فرمایئے! اگر ایک نیکی کے ایصال ثواب پر دو آدمی بخش دیئے جاتے ہیں تو پھر پورا قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے والوں پر رحم و کرم کا عالم کیا ہوگا۔

ایک عجیب واقعہ آپ کی دلچسپی کیلئے عرض کروں جس کو مشہور زمانہ مفسر قرآن امام فخر الدین رازی متوفی (۶۰۶ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر' تفسیر کبیر جلد اول میں فضائل تسمیہ میں اسرائیلیات حوالے سے نقل کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا ایک قبر پر گزر ہوا تو صاحب قبر کو عذاب ہو رہا تھا کچھ وقفہ کے بعد گزرے تو دیکھا کہ اب وہاں عذاب کی بجائے رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے اور قبر میں نور ہی نور ہے اور صاحب قبر کو جنت کی ہوائیں اور فضائیں عطا فرما دی گئی ہیں حیران و متعجب ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ ثواب و عذاب کی حکمت سے مجھے بھی آگاہ کیا جائے ارشاد ہوا پیارے عیسیٰ یہ آدمی سخت گنہگار تھا اس لئے اسے عذاب دیا جا رہا تھا اور اپنے اعمال قبیحہ کے سبب وہ اس کا مستحق تھا لیکن بوقت مرگ اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے مرنے کے بعد اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باں لڑکا پیدا ہوا آج اس کو مکتب میں بھیجا گیا اور استاد نے اس کو بسم اللہ پڑھائی تو میری رحمت نے گوارا نہ کیا کہ اس شخص کو عذاب دیا جائے جس کا بچہ مجھے رحمٰن و رحیم کہہ رہا ہے اور میرا نام لے رہا ہے۔ غور فرمائیں جب صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے سے رحمت خداوندی کا اس قدر نزول ہوتا ہے تو پھر پورا قرآن پڑھنے پر رحمت خداوندی کا کیا عالم ہوگا۔

☆☆☆☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ جو جانور یا جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام سے منسوب ہو، وہ حرام ہے اور بڑے طمطراق سے اپنے دعویٰ کی دلیل میں قرآن مجید کی یہ آیہ مبارکہ پیش کرتے ہیں۔

وَ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے پر بھی قارئین کی تسلی کے لیے اہل اسلام کا درست نظریہ پیش کر دیا جائے۔ تا کہ نظریہ قائم کرنے اور مسئلہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ سب سے پہلے اس آیہ مبارکہ کا مفہوم جمہور مفسرین کی تفاسیر سے دیکھئے۔

علامہ ابوبکر حصاص حنفیؒ کی تفسیر:۔

علامہ ابوبکر حصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ الذَّبِيْحَةُ اِذَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ عِنْدَ الذَّبْحِ (احکام القرآن صفحہ ۱۲۵ سہیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ! مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔

شاہ ولی اللہؒ کی تفسیر:۔

ہندوستان کے مشہور مفسر و محدث شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ (جو شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور شاہ عبدالعزیز کے والد محترم ہیں) اس کے ترجمے میں لکھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح ولے بغیر خدا

(فتح الرحمٰن صفحہ ۳۲)

ترجمہ: اور وہ جس پر آواز بلند کی جائے اس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کی۔

علامہ محمود آلوسیؒ کی تفسیر:۔

علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔

و ما اُھل بہ لغیر اللہ ای ما وقع متلبساً بہ ای بذبحہ الصوت لغیر اللہ (روح المعانی صفحہ ۴۲/۲)

ترجمہ: یعنی جو واقع ہو اس کے ساتھ یعنی اس کے ذبح پر غیر اللہ کی آواز

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر:۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (الجلالین صفحہ ۲۴)

و ما اُھل بہ لغیر اللہ ای ذبح علیٰ اسم غیرہ تعالیٰ

ترجمہ: یعنی جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور اھل کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہیں۔

والاِھلال رفع الصوت و کانوا یرفعونہ عند الذبح لا لھتہم (الجلالین صفحہ ۲۴)

ترجمہ! اور اھلال! آواز بلند کرنا ہے اور مشرکین عرب اپنے معبودوں کا نام ذبح کرتے وقت بلند کرتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

عرب وعجم کے علماء کے استاد محترم مولانا احمد جیونؒ اس کے تحت لکھتے ہیں

مَعْنَاہُ مَا ذُبِحَ بِہٖ لِاسْمِ غَیْرِ اللّٰہِ مِثْلُ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی

(تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۴)

ترجمہ! آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، جیسے لات و عزی

امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

علامہ احمد بن محمد مالکی صاویؒ لکھتے ہیں

اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اسْمِ غَیْرِہٖ (صاوی صفحہ ۴۷)

علامہ نفسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نفسیؒ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں

وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَیْ ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ فَذُکِرَ عَلَیْہِ غَیْرُ اسْمِ اللّٰہِ (مدارک صفحہ ۸۹)

ترجمہ! یعنی جو بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو اور اس پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

صاحب تفسیر بیضاوی قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر لکھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَىْ رُفِعَ بِهِ الصَّوتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ

(بیضاوی صفحہ ۸۶)

ترجمہ! یعنی بلند کی گئی ہو آواز اس کے ذبح کے وقت کے لئے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر:۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تفسیر ابن عباس میں اسی آیت کے ترجمہ و تفسیر میں لکھا ہے۔

اَىْ مَاذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمُوداً لِّلَاصْنَامِ (تفسیر ابن عباس)

ترجمہ! یعنی جو جان بوجھ کر غیر اللہ کے نام پر بتوں کے پاس ذبح کیا گیا ہو۔

ابن خازن رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

علامہ علاؤ الدین علی بن محمود بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی

مَاذُكِرَ عَلٰى ذَبْحِهٖ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ مَاذُبِحَ لِلَاصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ (خازن صفحہ ۱۱۹)

ترجمہ: یعنی وہ جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے لیے اور طواغیت کے لیے۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر:۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَىْ وَحُرِّمَ مَا رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ (روح البیان صفحہ ۱/۲۷۷)

ترجمہ! یعنی وہ حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے لیے آواز بلند کی گئی ہو۔

شیخ زادہ ؒ کی تفسیر:۔

(شیخ زادہ علی البیضاوی صفحہ ۱/۴۸۱)

علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ المعروف شیخ زادہ اس کے تحت لکھتے ہیں

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ مَاذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ

ترجمہ! یعنی جو ذبح کیا گیا اصنام کے لیے اور طواغیت کے لیے

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ کی تفسیر:۔

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس کے تحت لکھتے ہیں۔

مَااُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِیْ مَاذُكِرَ عِنْدَذَبْحِهٖ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ

(مظہری صفحہ ۱۷۰)

ترجمہ:۔ یعنی وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو یہی قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ وَهُوَقَوْلُهُمْ عِنْدَالذَّبْحِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَتِهٖ كَمَارُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَعْدَ الذَّبْحِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ هٰذَا عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (مظہری صفحہ ۱۴، المائدہ)

حضرت قاضی صاحبؒ کے الفاظ لا باس کو ایک مرتبہ پھر پڑھ لیجیے تا کہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ذبح سے پہلے کسی کا نام لینے سے کچھ حرج واقع نہیں ہوتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ابن کثیرؒ کی تفسیر:۔

علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر القرشی الدمشقی لکھتے ہیں۔

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلٰى غَيْرِ اسْمِهٖ تَعَالٰى

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۰۵)

ترجمہ! اور وہ وہ ہے جو ذبح کیا گیا غیر خدا کے نام پر

امام ابن جریرؒ کی بیان کردہ تفاسیر:۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں

عَنْ قَتَادَةَ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۴۹)

عَنْ مُجَاهِدٍ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۴۹)

عَنْ عَطَآءٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ هُوَ ذَبْحٌ" لِغَيْرِ اللّٰهِ (تفسیر ابن جریر صفحہ ۲/۴۹)

قتادہ، مجاہد اور عطاء تینوں کے قول کا مفہوم قریب قریب وما اھل بہ لغیر اللّٰہ سے مراد وہ جانور ہے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔

در منثور کے حوالے سے ابن عباسؓ کی تفسیر:۔ (در منثور صفحہ ۸ ۷ بیروت لبنان)

امام جلال الدین سیوطیؒ در منثور میں لکھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَاذُبِحَ لِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمْدًا لِلْاَصْنَامِ

ترجمہ! ابن عباس ؓ کا قول ہے جو ذبح کیا گیا جان بوجھ کر غیر خدا کیلئے۔

مذکورہ تفاسیر پر بعض لوگوں کا اعتراض یہ بھی ہے کہ اس آیۃ میں اھل کا لفظ لغۃً اور عرفاً ذبح کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

ان کی خدمت میں بصد ادب واحترام گذارش ہے کہ اگر تمہارا قول سچا اور درست ہے تو پھر ان مفسرین کے بارے میں تمھاری رائے کیا ہے۔ جن پر پوری امت مسلمہ اعتماد کرتی چلی آرہی ہے اور پھر ان تفاسیر کا کیا جواب ہے جو امھات کتب تفسیر میں شمار ہوتی ہے جن کے لکھنے والے خلوص وللہیت اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ علم وعمل میں بھی سرتسلیم خم کیے جاتے ہیں۔ جن کے علم کا لوہا چاردانگ عالم میں مانا جاتا ہے جن کے علم کے سامنے یہودیت ونصرانیت، دھریت وجدیدیت کے بڑے بڑے بت سرنگوں ہوگئے اور غیر مسلم مورخین کو بھی ان کی عظمت کا اقرار کرنا پڑا۔

جن میں علامہ رازی بھی ہیں اور قرطبی بھی

جن میں علامہ بیضاوی بھی ہیں اور محمود آلوسی بھی

جن میں جلال الدین سیوطی بھی ہیں اور اسمٰعیل حقی بھی

جن میں علامہ احمد صاوی بھی ہیں اور احمد نسفی بھی

جن میں صاحب تفسیر مظہری بھی ہیں اور شاہ ولی اللہ بھی

جن میں صاحب خازن بھی ہیں اور صاحب ابن عباس بھی

جن میں صاحب تفسیر ابن کثیر بھی ہیں اور علامہ ابن جریر بھی

رحم اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین وقدست اسراھم القدسیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گویا کہ لغت اور عرف کا معنیٰ اور اس کا صحیح عرفان تو ان معترضین کے سوا کسی اور پر ہو نہیں سکا، یہ معنے تو ان پر حل ہی نہیں سکے یہ تو شاید صرف ان پر ہی کھلے ہیں۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اھل بمعنی ذبح:۔

لیجئے اھل کا ذبح کے معنوں میں استعمال ان کی زبانی سنئے، جو باب مدینۃ العلم ہے جو باب دار الحکمۃ ہے

جس کو نبی ﷺ کی زبان سے

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کا مژدہ جانفزا ملا ہے۔

وہ جس کے لئے نبی ﷺ نے فرمایا۔

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی

یعنی اے علی تو میرے لئے اسی طرح ہے جس طرح موسیٰ کے لئے ھارون تھے۔

یہاں پر یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ یہ فرمان اس وقت جاری ہوا جب حضور نبی اکرم ﷺ تبوک کی مہم پر تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی شیر خداؓ کو اھل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو نماز کی جماعت کرانے پر مامور فرمایا۔ حضرت علیؓ نے جہاد پر ساتھ جانے کی خواہش کی تو فرمایا جیسے موسیٰ جب طور پر مناجات کے لئے گئے تو ھارونؑ کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی تم کو اپنا نائب بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یاد رہے کہ اس میں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور ﷺ کے تبوک تشریف لے جانے کے بعد حضرت علیؓ کو عطا ہوئی۔

سرکار کے واپس تشریف لانے پر ختم ہو گئی۔ ھارونؑ کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ مقید ہے۔

ورنہ ھارونؑ موسیٰؑ کے سگے اور حقیقی بھائی تھے، جبکہ علیؓ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور ھارونؑ موسیٰؑ سے عمر میں بڑے تھے جبکہ حضرت علی حضور ﷺ سے چھوٹے تھے حضرت ھارونؑ حضرت موسیٰؑ سے ۴۰ سال پہلے وفات پا گئے جبکہ حضرت علیؓ سرکار ﷺ کے بعد کئی برس حیات رہے، اور پھر یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ کو حفاظت مدینہ کا نائب کیا تھا، نماز کا امام نہیں بنایا تھا جو حضرت علی کی موجودگی میں نماز کے امام بنائے گئے وہ تو عبداللہ ابن ام مکتوم تھے۔

وہ علیؓ جن سے محبت کرنا ایمان اور جن سے بغض رکھنا منافقت ہے ابوالحسن اور ابوتراب کی کنیتوں کے حامل داماد مصطفیٰ، تاجدار ھل اتی، فاتح خیبر حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم فرماتے ہیں۔

اِذَا سَمِعْتُمُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُھِلُّوْنَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَلَا تَاْکُلُوْا وَاِذَا لَمْ تَسْمَعُوْھُمْ فَکُلُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَلَّ ذَبَائِحَھُمْ وَھُمْ یَعْلَمُ مَا یَقُوْلُوْنَ (فتح البیان ۲۲۴)

ترجمہ! جب یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں تم سنو کہ غیر اللہ کے نام ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھا لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علیؓ کا فرمان ہے:۔

يُهِلُّوْنَ بِمَعْنٰى يَذْبَحُوْنَ مستعمل ہے۔

اس لئے ان کا یہ کہنا بھی درست نہ ہوا۔ لیجئے اب

امام فخر الدین رازیؒ سے پوچھئے:۔

وہ لغت کے نامور محقق امام اصمعیؒ سے لفظ اہل کی تحقیق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قَالَ الْاَصْمَعِي اَلْاِهْلَالَ اَصْلُهٗ رَفْعُ الصَّوْتِ فَكُلُّ رَافِعٍ صَوْتَهٗ فَهُوَ مُهِلٌّ" وَهٰذَا مَعْنَى الْاِهْلَالِ فِي اللُّغَةِ ثُمَّ قِيْلَ لِلْمُحْرِمِ مُهِلٌّ" لِرَفْعِهِ الصَّوْتَ بِالتَّلْبِيَةِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَالذَّابِحُ مُهِلٌّ" لِاَنَّ الْعَرَبَ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْاَوْثَانَ عِنْدَ الذَّبْحِ وَيَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا مُلَخَّصًا (تفسیر کبیر ۱۲)

ترجمہ! امام اصمعی نے کہا کہ اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں پس ہر آواز بلند کرنے والے مہل کہلائے گا۔ یہ اہلال کے معنی لغت میں ہیں۔ پھر محرم کو بھی مہل کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ احرام کے وقت بلند آواز سے تلبیہ کہتا ہے اور ذابح یعنی ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں۔ کیونکہ عرب لوگ ذبح کرتے وقت بلند آواز سے بتوں کا نام لیتے تھے۔

اسی مقام سے اگر صاحب تفسیر خازن علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیمؒ کا بیان بھی دیکھ لیا جائے تو بات سمجھنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔

لکھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُهِلَّ اَلاهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ حَتّٰی قِیْلَ لِکُلِّ ذَابِحٍ مُهِلٌ" وَاِنْ لَمْ یَجْهَرْ بِالتَّسْمِیَةِ (خازن ۱۰۳)

ترجمہ! اھلال کی اصل آواز بلند کرنا ہے یہاں تک کہ ہر ذبح کرنے والے کو مھل کہا جانے لگا اگرچہ وہ بلند آواز سے بسم اللہ، اللہ اکبر نہ بھی پڑھے۔

امام ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:۔

لغت کے مشہور امام علامہ ابن منظور افریقی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پوچھ لیجئے اس مقام کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہوجائے گی اس لفظ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

اَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکُلُّ رَافِعٍ صَوْتَهٗ فَهُوَ مُهِلٌ" وَکَذَالِکَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ هُوَ مَا ذُبِحَ لِلْاٰلِهَةِ وَذَالِکَ لِاَنَّ الذَّابِحَ یُسَمِّیْهَا عِنْدَ الذَّبْحِ فَذَالِکَ هُوَ الْاِهْلَالُ (لسان العرب مطبوعہ دار بیروت ۷۰۱)

ترجمہ! اھلال کی اصل آواز کا بلند کرنا ہے اور ہر آواز بلند کرنے والا مھل ہے اسی طرح اللہ عزوجل کا فرمان ہے "وما اھل لغیر اللہ بہ" وہ جو ذبح کیا گیا ان کے باطل معبودوں کے لئے اور وہ اس لئے ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کے وقت باطل معبودوں کا نام لیتا ہے۔پس وہ اھلال ہے۔

دیکھ لیجئے لغت کے معنی بھی اور عرف کے معنی بھی حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے بھی آئمہ لغت سے بھی اور جمہور مفسرین سے، یاد رکھنے والی بات تو یہ ہے کہ محض منسوب کرنے سے اور کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آنے سے کوئی چیز کیسے حرام ہوسکتی ہے جبکہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ایسا ہوا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس کا ناجائز ہونا بیان نہیں فرمایا جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ کی ماں کے ایصال ثواب کے لئے جو کنواں کھدوایا اس کو ھٰذِہٖ لِاُمّ سعد کہہ کر پکارا گیا یعنی یہ سعد کی ماں کا کنواں ہے کہ جس طرح کہ مشکوٰۃ (المصابیح اور سنن ابی داؤد صفحہ ۲۴۳ پر ہے)

اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ

قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا فَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

اور کفار کے پالے ہوئے، ان کے باطل اور جھوٹے معبودوں کے نام سے منسوب وہ جانور جن کو وہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کہہ کر پکارتے تھے۔ جب بوقت ذبح ان پر اللہ کا نام لیا جائے اور ذبح بھی درست ہے، اس گوشت کا کھانا بھی درست ہے، جبکہ مذکورہ جانوروں پر باطل معبودوں کا نام پکارا اور لیا جاتا ہے اور امت مسلمہ میں نہ اس طرح کی نیت ہے نہ اس طرح کا نظریہ، نہ اس طرح کا عقیدہ ہے۔

عقائد ونظریات بالکل صاف ستھرے ہیں پیش کرنے والا باطل معبودوں کی ہر وقت نفی کرنے والا ہے۔ صبح و شام لا الہ الا اللہ محمد رسول کے وظیفے کرنے والا، اللہ کے معبود حقیقی ہونے پر پختہ یقین رکھنے والا، دل وجان سے اس کے حکم کو ماننے والا ہے اور نیت بھی صرف ایصال ثواب کی ہے اور پھر نام بھی کن کا ہے اللہ کے پیاروں کا، اللہ کے برگزیدہ بندوں کا اللہ کی محبوب ہستیوں کا، نیت بھی ایصال ثواب کی ہو ذبح بھی اللہ کے نام پر کیا جارہا ہو تو پھر اس پر اس طرح کی سخت اور ناروا پابندی لگانا عقل وشعور سے کہیں پرے ہے۔

اس سے پہلے کہ فقہائے کرام کے فتاویٰ سے عرض کردوں۔ قرآن کی اس آیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارکہ کو پڑھئے ۔جس میں کافروں کے باطل معبودوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کا بیان ہے۔

وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلٰكِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

(المائدہ،۱۰۳)

ترجمہ! اور نہیں مقرر فرمائے ،اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام اور لیکن کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں چار قسم کے جانوروں کا بیان ہوا ہے جن کو کفار بتوں کے نام سے منسوب کر کے ان کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام سمجھتے تھے۔

(۱) بحیرہ

(۲) سائبہ

(۳) وصیلہ

(۴) حام

لیجئے سب سے پہلے ان کے نام کی وجہ دیکھئے کہ ان کے یہ نام کیوں رکھے گئے اور کفار کا ان کے بارے میں عقیدہ ونظریہ کیا تھا اور مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہوا۔

بحیرہ کی تفسیر:۔

بحیرہ کی تفسیر میں امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں۔

اَللّٰتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ جس کا دودھ بتوں کے لئے روکا جاتا۔

سائبہ کی تفسیر:۔

اور سائبہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

كَانُوْ لَيُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ

وہ جس کو مشرکین عرب اپنے معبودوں کے لئے مقرر کرتے تھے۔

وصیلہ کی تفسیر:۔

اور وصیلہ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

وَكَانُوْا لَيُسَيِّبُوْنَهَا لِطَّوَاغِيْتِهِمْ

وہ جس کو کافر اپنے بتوں کے لئے مقرر کرتے تھے۔

حام کی تفسیر:۔

اور حام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فَاِذَا قَضٰى ضِرَابَهُ دَعَوْهُ لِطَّوَاغِيْتِ

یعنی وہ اونٹ جو اپنا مقصد پورا کر دیتا اس کو بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

البحیرہ کا معنی:۔

امام راغب اصفہانی ؒ ان الفاظ کی تحقیق میں رقمطراز ہیں۔

بحر کے معنی وسعت ہے۔جب کسی اونٹنی کے کان کو بہت لمبا چیر دیا جائے تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے بحیرہ کہتے ہیں جب کوئی اونٹنی دس بچے جنتی تو وہ اس کے کان چیر کر اس کو آزاد چھوڑ دیتے، اس پر سواری کی جاتی نہ اس پر سامان لادا جاتا۔ (المفردات صفحہ ۳۷ مطبوعہ ایران)

اور مسروق ؒ نے بیان کیا کہ جب اونٹنی کے پانچ یا سات بچے ہو جاتے تو وہ اس کا کان چیر دیتے اور کہتے یہ بحیرہ ہے۔ (جامع البیان صفحہ ۲۲،۱۲۰)

السائبہ کا معنی:۔

جب کوئی اونٹنی پانچ بچے جن لے تو اس کو چراگاہ میں چھوڑ دیا جاتا تھا، اور اس کو پانی اور چارے سے منع نہیں کیا جاتا تھا اس کو سائبہ کہتے تھے۔ (المفردات صفحہ ۲۴۶)

ابن المسیبؒ نے کہا جس اونٹنی کو وہ بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے وہ سائبہ کہلاتی۔

(جامع البیان صفحہ ۱۲۳)

سائبہ وہ اونٹنی ہے جس کی بتوں کے لئے نذر مانی جاتی اور اس کو بتوں کے خدام اور محافظوں کے سپرد کر دیا جاتا وہ جہاں چاہتی چرتی اس پر سامان لادا جاتا نہ اس کا اون کاٹا جاتا، اور نہ اس کا دودھ دوہا جاتا۔ (التفسیر المنیر صفحہ ۸۵)

الوصیلہ کا معنی:۔

جب کسی شخص کی بکری نر اور مادہ دو بچے جنتی، تو کہتے یہ بکری اپنے بھائی سے واصل ہوگئی ہے پھر اس مادہ بچے کی وجہ سے نر بچے کو بھی ذبح نہیں کرتے تھے اس بکری کو مشرکین زمانہ جاہلیت میں الوصیلہ کہتے تھے۔ (المفردات صفحہ ۵۵)

الحامی کا معنی:۔

وہ نر جو دس مرتبہ مادہ کو گابھن کر دے۔ اس کو حامی کہتے تھے اس پر سامان لادا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا تھا، نہ اس پر سواری کی جاتی تھی۔ (المفردات صفحہ ۱۳۳، ۱۳۲)

امام ابن جریرؒ کا کہنا ہے جس اونٹ کی ضرب سے مسلسل دس اونٹنیاں پیدا ہوں، درمیان میں نر نہ ہو اس کو حامی کہتے تھے، اس پر سواری کیجاتی، نہ اس پر سامان لادا جاتا، نہ اس کا اون کاٹا جاتا، اس کو پانی اور چراگاہ سے منع نہیں کیا جاتا تھا۔

(جامع البیان صفحہ ۱۲۳، ۱۴۰)

الغرض یہ وہ چار قسم کے جانور تھے جن کو کفار نے اپنے بتوں کے لئے نامزد کیا اوران سے نفع حاصل کرنے کو حرام قرار دیا۔ اور یہ محض اللہ پر افترا ہے۔ سوان جانوروں کو جب مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرے گا تو ان کا کھانا حلال اور طیب ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے اس کو حرام سمجھنے کی تردید کی ہے اوران کے کھانے کا حکم دیا ہے۔

كُلُوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ

ترجمہ! کھاؤ اس سے جو تمھیں اللہ نے دیا اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔

نووی شرح صحیح مسلم میں ہے۔

اَلْمُرَادُ اِنْكَارُ مَاحَرَّمُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ مِنَ السَّائِبَةِ وَالْبَحِيْرَةِ وَالْحَامِ وَاَنَّهَالَمْ تَصِرْحَرَامًابِتَحْرِيْمِهٖ (نووی شرح مسلم)

ترجمہ! اس آیت سے ان جانوروں کی حرمت کا انکار کرنا مقصود ہے جن کو کفار حرام سمجھتے تھے۔ سائبہ، بحیرہ، اوحام کہ یہ جانوران کے حرام کر لینے سے حرام نہیں ہوگئے۔

ذرا سوچئے تو سہی جب بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام نہ ہوئے تو اللہ کے برگزیدہ بندوں کی فاتحہ کی نیت سے پالے ہوئے جانور کیوں حرام ہوگئے اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موقعہ پر فتاویٰ عالمگیری کا فیصلہ نقل کردینا برمحل اور مناسب ہوگا۔

غیر اللہ کے نام سے منسوب ہونے والے جانور پر فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:۔

مُسْلِم" ذَبَحَ شَاةَ" الْمَجُوْسِيِّ لِبَيْتِ نَارِهِمْ اَوِ الْكَافِرِ لِاٰلِهَتِهِمْ تُؤْكَلُ لِاَنَّهٗ سَمَّى اللّٰهَ وَيُكْرَهُ لِلْمُسْلِمِ

(فتاویٰ ہندیہ مطبوعہ ۲۸۶ بیروت لبنان)

ترجمہ! مسلمان نے مجوسی کی بکری جو اس کے آتش کدہ کے لئے یا کافر کی، جو اس کے جھوٹے معبودوں کے لئے تھی ذبح کی تو وہ حلال ہے کیونکہ اس مسلمان نے اللہ کا نام لیا ہے۔اور یہ کام مسلمان کے لئے مکروہ ہے۔(اس لئے کہ غیر کا مال ہے)

اورنگ زیب عالمگیر کے استاد کا فتویٰ:۔

مولانا احمد جیونؒ نے تو تفسیرات احمدیہ میں فیصلہ ہی فرمادیا ہے۔

وما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت لکھتے ہیں۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ" طَيِّبٌ" لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ وَقْتَ الذَّبْحِ (تفسیرات احمدیہ ۴۵ مطبوعہ بمبئی الکریمی)

ترجمہ:۔اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے یہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فیصلہ کن فتویٰ:۔

سرزمین برصغیر پاک وہند میں حدیث کے بہت بڑے استاد، جن کا لوہا میدان فتویٰ میں بھی مانا جاتا ہے، علوم وعقلیہ اورنقلیہ کے امام تسلیم کئے جاتے ہیں، ہندو پاک کے بہت سے

اساتذہ کی حدیث کی سند انہی سے ملتی ہے، آپ اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں۔

فَمَتٰی کَانَ اِرَاقَةُ الدَّمِ لِلتَّقَرُّبِ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ حُرِّمَتِ الذَّبِیْحَةُ وَمَتٰی کَانَ اِرَاقَةُ الدَّمِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالتَّقَرُّبِ اِلَی الغَیْرِ بِالْاَکْلِ وَالِا نْتِفَاعِ حَلَّتِ الذَّبِیْحَةُ لِاَنَّ الذَّبْحَ مِنَ اللَّحْمِ وَالشَّحْمِ وَعَلٰی ھٰذَا قُلْنَا لَوا شْتَرٰی لَحْمًا مِنَ السُّوقِ اَوْ شَاۃً اَنْ یَطْبَخَ مَرَقًا وَطَعَامًا لِیُطْعِمَ الفُقَرَآءَ وَیَجْعَلُ ثَوَابَھَا لِرُوحِ فُلَانٍ حَلَّتْ بِلَا شُبْھَةٍ

(فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ! جب کسی جانور کا خون تقرب الی غیر اللہ کے لئے بہایا جائے تو ذبیحہ حرام ہوجائے گا اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور اس کے کھانے اور اس سے نفع حاصل کرنے سے کسی غیر کا تقرب مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا اس لئے کہ ذبح کا معنیٰ خون بہانا ہے نہ کہ مذبوح یعنی وہ جس سے حاصل ہوتا ہے ذبح کے بعد گوشت اور چربی اور کسی نے گائے یا بکری ذبح کی تا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو پکا کر فقیروں کو کھلائے اور اس کا ثواب کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ گوشت بلاشبہ حلال ہوگا۔

اتنے کثیر دلائل کی روشنی میں ہمارے قارئین کے لئے فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہ ہوگا، کہ کسی بزرگ کے ایصال ثواب کے لئے جو جانور اللہ کے نام سے ذبح کئے جاتے ہیں (جبکہ ان کے ذبح میں خون اللہ کے لئے بہایا جاتا ہے ثواب بزرگوں کے لئے ہوتا، اور گوشت سے نفع فقراء کے لئے ہوتا ہے) وہ جائز ہیں

دن کا متعین کرنا :۔

جہاں تک کسی نفلی عبادت کے لئے کسی مصلحت کی وجہ سے دن کے متعین اور مقرر کرنے کا تعلق ہے، اس کا کرنا دلائل شریعہ کی روشنی میں جائز ہے اور نہ صرف جائز ہے بلکہ امر مستحن ہے

بشرطیکہ مقرر کرنے والے کا یہ نظریہ نہ ہو کہ اس مقرر کردہ وقت کے علاوہ یہ عبادت قبول ہی نہ ہوگی۔

تاریخ مقرر کرنے کے متعلق

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فرمان ملاحظہ فرمایئے۔

تاریخ مقرر کرنا تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوئی ہے جو کام کسی خاص وقت میں کیا جاتا ہے وہ اس وقت بھی یاد آجاتا ہے اور ضرور انجام پاتا ہے نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں، کبھی اس کا خیال بھی نہیں آتا اس قسم کی مصلحتیں ہر بات میں ہیں۔ بہر حال اس قسم کی مصلحتیں اگر ایک خاص شکل اختیار کرنے کا باعث ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ۲۰)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولوی اشرف علی تھانوی دن کی تعیین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

تعیین یوم اگر باعتقاد قربت نہ ہو بلکہ کسی مباح مصلحت کے لئے ہو جائز ہے۔

(بوادر النوادر صفحہ ۴۵۷)

تعیین یوم کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا عمل۔

حدیث میں ہے حضرت ابی قتادہ سے روایت فرماتے ہیں۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ یَوْمِ الاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۷۹)

ترجمہ! اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے سوموار کے دن روزے رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن میں مجھ پر قرآن اترا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے روزے رکھنے کے لئے سوموار کا دن مقرر کر رکھا تھا ایک حدیث یہ بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ آپ مدینہ تشریف فرما ہوئے تو یہود کو عاشورے کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ ان سے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا۔

مَا ھٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰہُ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ وَغَرَقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ فَصَامَہٗ مُوْسٰی شُکْرًا وَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ

ترجمہ! یہ کون سا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ عظیم دن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے شکریے میں روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُوْلُ ﷺ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۸۰)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں پس رسول ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔

تعیین یوم کے بارے میں عبداللہ بن عمرؓ کا عمل اور سنت نبوی ﷺ۔

ایک حدیث میں اس طرح ہے (بخاری صفحہ ۱/۱۵۹)

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَا كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

ترجمہ! نبی اکرم ﷺ ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سواری پر تشریف لاتے اور اسی طرح عبداللہ بن عمرؓ کرتے تھے۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ کا فتویٰ:۔

اس مذکورہ حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

دَلَالَةٌ عَلٰى جَوَازِ تَخْصِيْصِ بَعْضِ الْاَيَّامِ بِبَعْضِ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلٰى ذٰالِكَ (فتح الباری شرح صفحہ ۳۱۲)

'اس حدیث میں بعض ایام کو مخصوص کرنے کا بعض اعمال صالحہ کی وجہ سے جواز ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس عمل پر مداومت کرنا بھی جائز ہے۔

علامہ بدرالدین حنفیؒ کا فتویٰ:۔

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں۔

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى جَوَازِ تَخْصِيْصِ بِبَعْضِ الْاَيَامِ بِنَوْعٍ مِنَ الْقُرْبِ وَهُوَ كَذٰلِكَ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۵۹)

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ بعض ایام کو بعض عبادات کے ساتھ خاص کرنا جائز ہے اور یہ امر ایسا ہی ہے۔

تعیین یوم کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل۔

حدیث میں ہے۔

كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يَذْكُرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ

(بخاری جلد اول، ص:۱۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں سے وعظ فرمایا کرتے تھے۔ توجہ طلب ہے یہ بات کہ جمعرات کا دن وعظ کے لیے نہ اللہ رب العزت نے مقرر فرمایا، نہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے مقرر فرمایا، بلکہ صحابی رسول نے خود یہ دن وعظ کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ اگر دن مقرر کرنا جائز نہ ہوتا تو ابن مسعود ایسا کیوں کرتے۔

وفات کے بعد گھر میں فاتحہ خوانی:۔

اہل اسلام کے ہاں یہ معمول ہے کہ جب کوئی مسلمان اس جہان فانی سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رخصت ہوتا ہے تو اس کے گھر والے اس کی بخشش کے لیے فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔
بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور اس کو بدعت اور فعل مذمومہ قرار دیتے ہیں اس لئے یہ حدیث پیش کی جارہی ہے تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔

فَلَبِثُوا یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِكٍ (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دو یا تین دن (حضرت ماعز کے ہاں) ٹھہرے تو اللہ کے پیارے رسول ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا ماعز بن مالک کے لئے بخشش کی دعا کرو۔

اس حدیث سے جہاں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ میت کیلئے دعا مغفرت کی جائے وہاں پر میت کے گھر صحابہ کے اجتماع کا ثبوت بھی فراہم ہوا، اور نبی اکرم ﷺ کا میت کے گھر میں تشریف فرما ہو کر صحابہ کو دعا مانگنے کا حکم دے کر دعا مانگنا بھی ثابت ہوا۔

ایک نظر اس حدیث پر بھی ڈال لیجیے۔!

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں اور ابو عامرؓ ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ ابو عامرؓ جنگ میں شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ اشعریؓ نے نبی اکرم ﷺ کو ان کی وفات کی خبر دے کر ان کا پیغام پہنچایا۔

فَدَعَا رَسُوْلُ ﷺ بِمَآءٍ فَتَوَضَّاءَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدِ اَبِىْ عَامِرٍ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

(مسلم صفحہ ۲/۳۰۳)

رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے اللہ اپنے بندے ابو عامرؓ کی بخشش فرما۔

راوی کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

یاد رہے یہی حدیث شیخ سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب "المنہاج الواضح" یعنی راہ سنت ۲۵۷ پر میت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے جواز میں نقل کی ہے۔اور مسلم شریف کا حوالہ دے کر الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔

اب ایصال ثواب کے متعلق علمائے وھابیہ کا نظریہ ملاحظہ کیجیے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فتویٰ۔

ممدوح وہابیہ شیخ غیر مقلدین نواب صدیق حسن بھوپالی ایصال ثواب کے متعلق لکھتے ہیں "زندہ انسان ،نماز ،روزہ ،تلاوت قرآن ،حج اور دیگر عبادات کا جو ثواب میت کو ہدیہ کرتا ہے وہ میت کو پہنچتا ہے اور زندہ انسان کا اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے یہ عمل نیکی ،احسان اور صلہ رحمی کے قبیل سے ہے۔اور تمام مخلوقات میں جس کو نیکی اور احسان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ میت ہے جو تحت الثریٰ میں رہیں ہے اور اب نیک اعمال کرنے سے عاجز ہے ،پھر اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے عبادات کا ھدیہ پیش کرنا ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا دس گنا اجر ملتا ہے سو جو شخص میت کے لئے ایک دن کے روزے یا قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کا ہدیہ پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دس روزوں اور دس پاروں کا اجر عطا فرمائے گا۔

اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی عبادات کو دوسروں کیلئے ہدیہ پیش کرنا اس سے بہتر ہے کہ انسان ان عبادات کا اپنے لئے ذخیرہ کر لے۔یہی وجہ ہے کہ جس صحابی نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہا تھا کہ میں اپنی دعا کا تمام وقت آپ پر صلوٰۃ پڑھنے میں صرف کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے لیے کافی ہے! یہ وہ صحابی ہیں جو بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ پھر اس قول کا کیا جواز ہے کہ سلف صالحین نے فوت شدہ لوگوں کے لیے ایصال ثواب کے لیے لوگوں کی شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر ہم یہ مان بھی لیں سلف صالحین نے ایصال ثواب نہیں کیا تھا تو اس سے ایصال ثواب میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اور ہمارے لئے ایصال ثواب کے جواز کی دلیل موجود ہے۔ خواہ ہم سے پہلے کسی نے ایصال ثواب کیا ہو یا نہ!

شیخ ابن قیم نے ایصال ثواب کے دلائل میں سے دعاء، استغفار اور نماز جنازہ کو پیش کیا ہے اور ان تمام کاموں کو سلف صالحین نے کیا ہے اور نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ کے لیے اذان کے بعد فضیلۃ اور وسیلہ کی دعا کی جائے اور آپ پر صلوٰۃ پڑھی جائے اور یہ قیامت تک مشروع ہے۔

اور ہم نے اپنے مشائخ اور قرابت داروں کو دعا، تلاوت قرآن اور صدقات کا ثواب پہنچایا اور ہم نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے اس پر ہمارا شکریہ ادا کیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ ان تک ہمارا نفع پہنچا ہے۔

عبدالحق نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمرؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔ امام احمدؒ پہلے ایصال ثواب کا انکار کرتے تھے جب انہیں حضرت ابن عمرؓ کے اس قول کا علم ہوا تو انھوں نے اس انکار سے رجوع کر لیا۔

امام ابن شیبہ نے حجاج بن دینار سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ماں باپ کی طرف سے نماز پڑھو۔ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کی طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے روزے رکھو، اور اپنے صدقہ کے ساتھ ان کی طرف سے صدقہ کرو، حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے مردوں پر یٰسین پڑھو" اس کا ایک احتمال یہ ہے کہ انسان کی موت کے وقت پڑھو اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کی قبر پر پڑھو۔ علامہ سیوطی نے کہا جمہور نے پہلی صورت کو اختیار کیا ہے اور شیخ ابن قیم نے کئی دلائل سے دوسری صورت کو ترجیح دی ہے۔

عبدالواحد مقدسی نے کہا یہ احادیث مرفوعہ اور صالحین کی خواب میں بشارتیں ایصال ثواب کے جواز پر اور میت کو اس سے نفع پہنچنے پر دلالت کرتی ہیں۔ شیخ نے کہا ہر چند کہ صرف صالحین کی بشارات دلیل نہیں بن سکتیں۔ لیکن بکثرت بشارات اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ تمہارے خوابوں سے اس کی موافقت ہوتی ہیں۔ (السراج الوھاج صفحہ ۵۵،۲ مطبوعہ مطبع صدیقی)

شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ:۔

شیخ شبیر احمد عثمانی نے ایصال ثواب کے ثبوت میں کئی کتابوں کے حوالوں سے متعدد احادیث بیان کی ہیں اور ان کے بعد لکھا۔ ان احادیث اور آثار کے علاوہ بکثرت احادیث اور آثار ہیں جو حد تواتر تک پہنچتے ہیں اور ان سے ایصال ثواب ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچائے نفع ہوتا ہے اور یہ چیز تواتر سے ثابت ہے۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم صفحہ ۳۹/۳)

انور شاہ کشمیری کا فتویٰ۔

شیخ انور شاہ کشمیری ایصال ثواب پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"میت کی طرف سے قرضوں کو ادا کرنا، صدقات کرنا اور دیگر تمام اعتبار معتبر ہیں"

(فیض الباری صفحہ ۴۱۳)

مجدد دین وملت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:۔

چونکہ ہمارے ہاں زیادہ تر ایصال ثواب کی محافل اہلسنت و جماعت کے ہاں ہی انعقاد پذیر ہوتی ہیں اور اہلسنت زیادہ تر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں اس لئے ان کا نظریہ بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔ اور مروجہ ایصال ثواب کے مختلف پہلوؤں اور مختلف گوشوں پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار خیال ملاحظہ فرمائیں۔

ایصالِ ثواب کے لئے دن کا معین کرنا:۔

لکھتے ہیں اموات مسلمین کو ایصال ثواب قطعاً مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ

(ترجمہ: تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے تو نفع پہنچائے)

اور یہ تعینات عرفیہ ہیں ان میں اصلاً حرج نہیں جبکہ انہیں شرعاً لازم نہ جانے یہ نہ سمجھے کہ انہیں دنوں ثواب پہنچے گا، آگے پیچھے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۴/۲۱۹)

ایک اور جگہ یوں لکھتے ہیں

تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ کے لئے کریں اور مساکین کو دیں اپنے عزیزوں کا ارواح کو علم ہوتا ہے اور ان کا آنا نہ آنا کچھ ضرور نہیں، فاتحہ کا کھانا بہتر یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ مساکین کو دے اگر خود محتاج ہے تو آپ کھالے اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب اجر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ صفحہ ۴/۲۱۸)

اور ایک کا مقام پر یوں لکھتے ہیں

حضور پاک ﷺ نے ایصال ثواب کے لئے حکم بھی دیا اور صحابہ نے ایصال ثواب کیا اور آج تک کے مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا، تخیصات عرفیہ جب کہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں خدا نے مباح کی ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ صفحہ ۴/۲۱۴)

گیارہویں شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

گیارہویں شریف جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے اور خاص گیارہویں کی تخصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے۔ جبکہ شروع سے شرعاً واجب نہ جانے۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/۲۱۴)

عرس اور شرینی:۔

اور عرس کہ منہیات شرعیہ سے خالی ہو اور شرینی پر ایصال ثواب یہ سب جائز ہیں اور نزد قبر رکھنے کی ضرورت نہیں نہ اس میں جرم جبکہ لازم نہ جانے۔

(فتاوٰی رضویہ ۴/۲۱۸)

فاتحہ دلاتے وقت کھانا آگے رکھنا:۔

اور وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولی ثواب یا جواز فاتحہ میں کچھ خلل نہیں، جو اسے ناجائز ناروا کہے ثبوت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا دلیل شرعی سے دے ورنہ اپنی طرف سے بحکم خدا و رسول کسی چیز کو ناجائز و ناروا کہہ دینا خدا اور رسول پر افتراء کرنا ہے، ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا تو یہ گمان اس کا محض غلط ہے لیکن نفس فاتحہ میں اس اعتقاد سے بھی کچھ حرف نہیں آتا۔ (فتاوی رضویہ صفحہ ۴/۱۹۵)

ایصال ثواب کی تفصیل اور غنی کے کھانے کی تحقیق:۔

اس پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طعام تین قسم کا ہے ایک وہ کہ عوام ایام موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

لِاَنَّ الدَّعْوَۃَ اِنَّمَا شُرِعَتْ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ فِی فَتْحِ الْقَدِیْرِ وَغَیْرِہٖ مِنْ کُتُبِ الصُّدُوْرِ

(اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں، دوسرے وہ طعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لیے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے فقراء اس کیلئے احق ہیں، اغنیاء کو نہ چاہیے تیسرے وہ طعام کہ نذر ارواح طیبہ (نذر سے مراد یہاں نذر عرفی ہے نہ کہ شرعی اور فقہی یعنی ایصال ثواب کی نذر ہے)

حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والثنا کیا جاتا ہے اور فقرا اور اغنیاء کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلا تکلف روا ہے اور وہ ضرور باعث برکت ہے۔

(فتاوی رضویہ صفحہ ۴/۲۱۴)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن خوانی پر اجرت لینے کے بارے میں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں! تیجے و چالیسویں وغیرہ کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا، ہاں قرآن خوانی پر اجرت لینی دینی منع ہے۔

1۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو مثلاً چالیس دن کیلئے نوکر رکھ لیں کہ جو چاہیں گے کام لیں گے اور یہ تنخواہ دیں گے پھر اس سے قبر پر پڑھنے کا کام لیا جائے اب یہ اجرت بلاشبہ جائز ہے کہ اس کے مقابل ہے نہ کہ تلاوت قرآن کے۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا، نفس قرأت کی اجرت نہ لے بلکہ اس کو پڑھنے سے جو تھکاوٹ ہوئی ہے اس کے ازالہ کے لیے معاوضہ لے۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وہ قرأت کا معاوضہ تو نہیں لیتا لیکن اس وقت وہ اگر کوئی کار معاش کرتا تو اس کو جو اجرت ملتی وہ لیتا ہے، اسی تاویل سے صحابہ نے حضرت ابوبکر اور دیگر خلفائے راشدین کو کار خلافت اور امامت کی اجرت دی اور اسی تاویل سے نماز کی امامت کی اجرت دی جاتی ہے۔

4۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قاری للہ فی اللہ قرآن مجید پڑھے اور پڑھوانے والا للہ فی اللہ بلاتعین کچھ خدمت کردے اور آج کل اس کا رواج ہے۔

5۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ علامہ آلوسی اور دیگر علماء نے اس حدیث کے پیش نظر قرآن مجید کی تلاوت کی اجرت لینے کو جائز کہا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ

(جن چیزوں پر اجرت لی جاتی ہے ان میں اجرت کی سب سے زیادہ مستحق کتاب اللہ ہے۔) (فتاوٰی رضویہ ۴/۲۲۲)

سوم، دہم اور چہلم کا کھانا:۔

برموقع ایصال ثواب جو کھانا پیش کیا جاتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں سوم، دہم و چہلم کا کھانا مساکین کو دیا جائے، برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کر کے کھلانا بے معنی بات ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/۲۲۳)

چنوں اور کھانے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے ۔مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ ہے۔فقیر لیکر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے دے، یہ حکم عام فاتحہ کا ہے، نیاز اولیاء کرام طعام موت نہیں وہ تبرک ہے،فقیر وغنی سب لیں جبکہ نذر مانی ہوئی بطور نذر شرعی نہ ہو شرعی ہو تو پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/۲۲۵)

سیدہ عالم، ملکہ فردوس بریں رضی اللہ عنہا کی نیاز:۔

سیدہ عالم، ملکہ فردوس بریں، نور چشم رحمۃ للعالمین، عفت کا در نہاں، عصمت کا گنج گراں، سیدۃ نساء العالمین، سیدۃ نساء اھل الجنۃ، خاتون جنت، زھرا بتول، سیدہ فاطمہ الزھرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نیاز کے بارے میں لکھتے ہیں۔

حضرت خاتون جنت کی نیاز کا کھانا پردے میں رکھنا اور مردوں کو نہ کھانے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینا یہ عورتوں کی جہالتیں ہیں۔انھیں اس سے باز رکھا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ۴/۲۲۵)

ایک سوال کے جواب میں فاتحہ مروجہ کے جواز پر اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں'' فاتحہ دلانا شریعت میں جائز ہے اور جس طرح مدارس اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان اس فعل کو ثواب سمجھتے ہیں کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا،اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع نہ فرمایا دوسرا کیسے منع کرسکتا ہے اپنے دل سے شریعت گڑھے گا۔ (فتاویٰ رضویہ۴/۲۲۶)

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم ۳۹)

(اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔)

ایصال ثواب کا انکار کرنے والے لوگ،قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ کا سہارا لیکر ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں۔ان کا کہنا یہ ہے کہ انسان صرف اسی چیز کا حقدار ہے جو اس نے اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کی ہو یا پھر یوں کہتے ہیں کہ کسی کے عمل کا ثواب اس کے غیر کو نہیں پہنچ سکتا،ہر شخص کو انہی اعمال کا اجر ملے گا جو اس نے خود کیے۔

ان کی خدمت عالیہ میں بصد ادب التماس ہے کہ اگر کسی کا عمل اس کے غیر کے لیے فائدہ مند اور سود بخش نہیں ہے تو قرآن مجید میں اہل اسلام کو اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے دعائے مغفرت کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔کتنی آیات ہیں جن میں یہ وضاحت موجود ہے کہ فرشتے اہل ایمان کیلئے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔اور کتنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقامات پر انبیاء کرام علیھم السلام کی مانگی ہوئی وہ دعائیں ملتی ہیں جن میں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد، اپنی اولاد، امجاد اور مومن مردوں اور عورتوں کیلئے بخشش کی دعائیں مانگی ہیں۔ اور پھر یہ کہ نماز جنازہ امت محمدیہ پر فرض کفایہ کے طور پر عائد فرمائی ہے اور یہ خوشخبری بھی سنائی ہے کہ جس مسلمان میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ ادا کریں اللہ رب العزت اس کو بخش دیتا ہے۔ بجائے اس کے اس پر کوئی لمبا چوڑا حاشیہ چڑھا کر تبصرہ کیا جائے۔ اس آیۂ کریمہ کے بارے میں اسلاف امت کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے

علامہ طحطاوی کی نظر میں:۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس آیۂ کریمہ کے ظاہری معنی و مفہوم پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سید احمد بن محمد طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس کے آٹھ جوابات ہیں۔

اول! حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کا حکم قرآن مجید کی دوسری اس آیت سے منسوخ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے پیروی کی ان کی، ان کے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے ان کی اولاد کو ان سے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کی نیکیوں کے سبب اولاد جنت میں چلی جائے گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوم! حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے صحف ابراہیم صحف موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے اس لئے یہ حکم ان امتوں کے ساتھ مخصوص ہے رہ گئی یہ امت تو اس کو اپنی سعی کا بھی اجر ملے گا۔ اور جو اس کیلئے کوشش کریں گے اس کا بھی اجر ملے گا۔

سوم! علامہ ربیع اور علامہ ثعلبی نے فرمایا کہ اس آیت میں انسان سے مراد کافر ہیں اور کافروں کو صرف ان کی سعی کا اجر ملتا ہے اور وہ بھی صرف دنیا میں آخرت میں ان کیلئے کوئی چیز نہیں ہے۔

چہارم! علامہ حسین بن فضل نے کہا اس آیت میں دوسروں کی سعی ہے جس اجر کی نفی ہے وہ بطریق عدل ہے اور جس اجر کا ثبوت ہے وہ فضل کا تقاضا ہے۔

پنجم! علامہ ابوبکر نے کہا کہ اس آیت میں سعی نیت کے معنی میں ہے یعنی انسان کو صرف اپنی نیت کا اجر ملتا ہے۔

ششم! اس آیت میں لام بمعنی علی ہے یعنی انسان کو صرف اس کے عمل سے گناہ ہوتا ہے دوسروں کے عمل کا بار اس پر نہیں۔

ہفتم! علامہ زعفرانی نے کہا اس آیت میں سعی سے مراد عام ہے انسان نے بنفسہ سعی کی ہو یا سعی کا سبب فراہم کیا ہو مثلاً جس انسان کی اولاد، دوست احباب اور ملنے والے اس کیلئے دعا کرتے اور استغفار کرتے ہیں تو یہ بھی اس کی سعی کا سبب ہے۔ کیونکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرتا ہے اور قرابت داروں اور ملنے جلنے والوں سے ایسا حسن سلوک کرتا ہے جسکی بناء پر وہ اس کے لئے دعا استغفار کرتے ہیں گویا کہ اس دعا اور استغفار کا سبب اس شخص کی سعی سے قائم ہوا۔ بشتم! علامہ عینی نے فرمایا یہ حصر اصل مقصود کے اعتبار سے ہے کل کے اعتبار سے نہیں ہے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ۳۷۷ مطبوعہ مصر)

ممدوح وھابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی کی تفسیر:۔

غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب صدیق حسن بھوپالی مذکورہ آیہ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ نے کہا جس شخص کا عقیدہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل سے نفع ہوتا ہے وہ اجماع کا مخالف ہے۔

اور یہ متعدد وجوہ سے باطل ہے۔

ایک وجہ یہ ہے کہ انسان کو دوسرے شخص کی دعا سے فائدہ پہنچتا ہے۔

اور یہ عمل غیر سے فائدہ پہنچا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ میدان محشر میں پہلے حساب کیلئے شفاعت فرمائیں گے پھر جنت میں دخول کے لئے سفارش کریں گے اور آپ کے عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ (گنہگار) شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور یہ نفع عمل غیر سے ہوگا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ فرشتے زمین والوں کیلئے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ایسے گنہگاروں کو جہنم سے نکالے گا جن کا کوئی عمل صالح نہیں ہوگا اور یہ نفع بغیر عمل اور سعی کے حاصل ہوا۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اپنے آباء کے عمل سے جنت میں جائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو یتیم لڑکوں کے قصہ میں بیان فرمایا وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ان لڑکوں کو اپنے باپ کی نیکی سے فائدہ پہنچا۔

آٹھویں وجہ یہ ہے کہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ میت کو دوسروں کے کئے ہوئے صدقات سے فائدہ پہنچتا ہے۔

نویں وجہ یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ میت کے ولی کی طرف سے حج کرنے سے میت سے حج مفروض ساقط ہو جاتا ہے اور یہ فائدہ بھی عمل غیر سے ہے۔

دسویں وجہ یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ نذر مانا ہوا حج اور نذر مانا ہوا روزہ بھی غیر کے کرنے سے ادا ہو جاتا ہے۔

گیارہویں وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ ابو قتادہ نے اس کا قرض ادا کر دیا۔ اس طرح غیر کے عمل سے قرض ادا ہوا۔

بارہویں وجہ یہ ہے کہ ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اس پر صدقہ کیوں نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے اور اس کو جماعت کا ثواب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مل جائے۔

تیرھویں وجہ یہ ہے کہ اگر کسی میت کی طرف سے لوگ قاضی کے حکم سے قرض ادا کریں تو میت کا قرض ادا ہو جاتا ہے۔

چودھویں وجہ یہ ہے کہ جس شخص پر لوگوں کے حقوق ہیں اگر وہ حقوق معاف کریں تو وہ بری ہو جاتا ہے۔

پندرھویں وجہ یہ ہے کہ نیک پڑوسی سے زندگی اور موت کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا ہے۔

سولہویں وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے ذکر کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک ایسا شخص بخشا گیا جس نے ذکر نہیں کیا تھا صرف ان کی مجلس میں بیٹھنے کی وجہ سے بخشا گیا۔

سترھویں وجہ یہ ہے کہ میت پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے لئے استغفار کرنا عمل غیر کا نفع ہے۔

اٹھارھویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

ترجمہ: جب تک آپ ان میں ہیں ان کو عذاب نہیں ہوگا۔

اور فرمایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لولا رجال'' مؤمنون ونساء'' مؤمنات''

انیسویں وجہ یہ ہے اور فرمایا

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

''اگر بعض لوگوں کی نیکیوں کے سبب سے اللہ تعالیٰ بعض بروں سے عذاب کو نہ ٹالے تو زمین تباہ و برباد ہو جائے'' اور یہ عمل غیر سے نفع ہے۔

بیسویں وجہ یہ ہے کہ نابالغ کی طرف سے بالغ صدقہ فطرادا کرتا ہے۔

اکیسویں وجہ یہ ہے کہ (آئمہ ثلاثہ کے نظریے کے مطابق) نابالغ کی طرف سے اس کا ولی زکوۃ ادا کرے تو ہو جائے گی اور یہ عمل غیر سے نفع حاصل کرنا ہے۔

معلوم ہوا کہ کتاب، سنت اور اجماع کی روشنی میں عمل غیر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے

(فتح البیان ۱۴۳-۱۴۴/۹ مطبوعہ مصر)

شیخ شبیر احمد عثمانی کی نظر میں:۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اس مقام پر سرخیل دیوبند شیخ شبیر احمد عثمانی کا وہ نظریہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کروں جو انہوں نے اپنی مشہور تصنیف فتح الملہم شرح صحیح مسلم میں رقم کیا ہے۔ اور اس میں کئی کتابوں کے حوالے بھی دیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

البحرالرائق میں ہے جس شخص نے روزہ رکھا، نماز پڑھی یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب زندوں اور مردوں میں سے کسی کو پہنچا دیا تو جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ ان کو ثواب پہنچ جائے گا۔ اسی طرح بدائع میں ہے علامہ شامی نے کہا اس سے معلوم ہوا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جس کو ثواب پہنچایا وہ عام ہے۔ خواہ زندہ ہو یا مردہ اور عبادت کرتے وقت خواہ اپنی نیت کرلے یا غیر کی اور عبادت بھی عام ہے فرض ہو یا نفل۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

علامہ ابن حجر کا فتویٰ:

علامہ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن تیمیہ کا زعم ہے کہ نبی ﷺ کو تلاوت قرآن مجید کا ثواب پہنچانا ممنوع ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ کی عظیم بارگاہ میں اسی چیز کا ثواب پہنچانا چاہیے جس کی آپ نے اجازت دی ہو۔ اور وہ صرف درود شریف اور آپ کے لئے وسیلہ کی دعا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامہ سبکی وغیرہ نے ابن تیمیہ کا رد کیا ہے کہ آپ کو ثواب پہنچانے کے لئے اذن کی ضرورت نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ابن عمر ایک عرصہ تک آپ کی طرف سے عمرہ کرتے رہے اور اس کا کوئی اذن نہیں تھا۔ اور ابن موفق نے اور جنید السراج نے آپ کی طرف سے دس ہزار بار قرآن شریف پڑھ کر ختم کیا اور متعدد بار آپ کی طرف سے قربانی کی۔ اور شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ میں نے مفتی حنفیہ الشہاب احمد بن شبلی صاحب البحر کے شیخ کی کتاب میں پڑھا کہ حنبیلو کے نزدیک بھی نبی ﷺ کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا جائز ہے اور عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جب ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنی عبادات کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے تو اس کے عموم میں نبی ﷺ بھی داخل ہیں بلکہ آپ زیادہ حق دار ہیں کیونکہ آپ ہمیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں اور اس اھداء ثواب میں آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور کامل زیادتی کمال کو قبول کرتا ہے اور بعض مانعین کا یہ غلط خیال ہے کہ آپ کو عبادات کا ثواب اس لئے نہیں پہنچانا چاہیئے کہ تمام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعمال امت تو آپ کے میزان عمل میں پہلے ہی موجود ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیتا۔ (فتح الملہم ۳/۳۹،۴۰)

مذکورہ آیت پر علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ :۔

ان لیس للانسان الا ما سعی کی تفسیر میں علامہ طحطاوی، نواب صدیق حسن بھوپالی اور شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی کا پیش کردہ نظریہ ہدیہ قارئین کرنے کے بعد مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محدث کبیر، غزالی زماں، رازی دوراں، سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کی تحریر کردہ ایک تحریر یہاں درج کروں، اس تحریر میں حضرت موصوف نے اس آیت کے معنی و مفہوم اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات اور شبہات کا بڑے خوبصورت اور مدلل انداز میں جائزہ پیش کر کے ان کا رد کیا ہے۔ ان کی یہ تحریر اچھوتی اور دلکش تحریر ہے۔ جس کو پڑھنے کے بعد حضرت موصوف کے مصنف مزاج ہونے کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جو کہ آپ نے ایک سوال کے جواب میں رقم فرمائی ہے۔ میں پوری تحریر مع سوال و جواب (فیوض الباری شرح صحیح بخاری پارہ یا زدھم کتاب الوصایا مؤلفہ شارح بخاری علامہ سید محمود رضوی قدس سرہ العزیز) اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ (صفحہ ۱۰۸ سے صفحہ ۱۱۷)

"قائد" رجب المرجب ۱۳۶۹ء کے باب الاستفسار میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مجیب محترم نے زیر ترجمہ و تفسیر آیہ کریمہ لیس للانسان الا ما سعی تحریر فرمایا ہے کہ آیہ مبارکہ باعتبار اپنے معنی کے دار آخرت سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ آخرت میں انسان کو انہی نیکیوں کا ثواب ملے گا جو اس نے بذات خود کی ہیں۔ یہ نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوسکتا کہ نیکیاں کسی نے کی ہوں بدلہ دوسرے کومل جائے۔ہاں یہ علیحدہ امر ہے کہ کوئی شخص اپنی نیکیوں کا ثواب کسی دوسرے کو ہبہ کردے اور اس کے ہبہ کرنے کی وجہ سے دوسرے کواس کی نیکیوں کا ثواب پہنچ جائے۔یعنی کرنے والے کی اجازت کے بغیر کسی کواسکی نیکی کا ثواب پہنچ نہیں سکتا۔

آیہ شریفہ کے متعلق باقی تصریحات جیسا کہ ظاہر ہے بالکل موجب اطمینان ہیں لیکن اس وقت جس چیز سے اشکال کی صورت پیدا ہوکر مجبوراً چند معروضات خدمت والا میں پیش کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی ہے وہ ایک مسلمان کا اپنی نیکیوں کا ثواب کسی دوسرے کو ہبہ کردینے سے متعلق اپنی حیات مستعار میں کوئی نیک کام تو خود کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ میں نے جو نیک کام کیا ہے اس کا ثواب جو مجھ کو ملنا چاہیے وہ فلاں شخص کو ملے یا کوئی مسلمان کوئی نیک کام کرے اس نیت سے اور اللہ تعالیٰ سے یہ کہہ کر کہ میں یہ کام فلاں مسلمان کی طرف سے کررہا ہوں اس لیے اس کا ثواب اسی کو ملے۔

ان دونوں طریقوں سے ایصال ثواب کے متعلق جو چند شبہات وترددات قلب پر وارد ہوئے ہیں۔چند لفظوں میں عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ اگر یہ خیالات غلط فہمی پر مبنی ہوں تو اصلاح ہو جائے۔

سوال یہ ہے کہ عبادات ،نماز ،روزہ ،تلاوت ،حج ،زکوٰۃ،صدقات ،قربانی وغیرہ اعمال صالحہ سے غرض نفس کو پاک کرنا ہے یانہیں؟ کیونکہ آخرت کی کامیابی نفس کی پاکیزگی پر موقوف ہے (قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى)اوامر الٰہیہ کی بجاآوری اور نواہی سے بچنا سن بلوغ سے مرتے دم تک ہر مسلمان کے لیے حتی الوسع لازمی چیز ہے۔

اب جو مسلمان اپنی مدت عمر میں صحیح عقائد کے ساتھ اگر نیک عمل کرتا رہا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا سے باایمان اٹھا (الاعتبار بالخواتیم) تو یا تو وہ مقربوں سے ہے یعنی

السابقون الاولون من المهاجرين والا انصار والذين

اتبعوهم باحسان

میں ہے اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ والی جماعت میں شامل ہے یا اصحاب الیمین میں ہے یعنی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تو ان کیلئے بھی وعدہ الہٰی ہے کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اہل جنت اور نیکوکار لوگوں کی یہی تقسیم ہے۔ اسی کے ساتھ قرآن حکیم کی تعلیم یہ بھی ہے کہ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم آیت ۳۱) وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ (حم سجدہ آیت ۴۶) وَكُلُّ " امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ " (والطور آیت ۳۱) ان تین آیتوں سے تین باتیں صاف ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱) انسان کا حق اپنی ہی کوشش اور عمل پر ہے دوسرے کی کوشش اور عمل نہیں۔

(۲) جو شخص بھی نیک عمل کرتا ہے۔ اس کا نفع اسی کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے کسی دوسرے کو نہیں۔

(۳) ہر شخص اپنے کسب و عمل میں رہن ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری نماز ہمیں کو برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے ہمارے روزے ہم ہی میں تقویٰ پیدا کرتے کر سکتے ہیں۔ اور ہماری تلاوت قرآن ہمارے ہی دل کو اللہ کی طرف لگا کر ہمارے ہی ایمان میں زیادتی پیدا کر سکتی ہے۔ اسی طرح دیگر نیک عمل جو ہم کرتے ہیں اس سے ہمارا ہی تزکیہ نفس ہوتا ہے جو ہم ہی کو رضا و رحمت الٰہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے قریب لیجا کر مستحق فلاح ونجات ٹھہراتا ہے۔

غرض کہ نفس کا پاک ہونا عین عبادت کے صحیح ہونے پر موقوف ہے اور عبادت کا صحیح ہونا نفس کے پاک ہونے کے بغیر معتبر نہیں، کہا جاتا ہے کہ کتنے لوگوں کی نمازیں اور روزے قیامت میں ان کے منہ پر پھینک دیے جائیں گے یعنی قبول نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان کے اثر سے نفس کو پاکیزگی حاصل نہیں ہوئی تھی جو اصل مقصود تھا اور ان کے سب عمل دکھاوے کے تھے۔ (فالعیاذ باللہ)

اب اگر ہم یہ چاہیں کہ برائی یا بے حیائی سے رک کر جو پاکیزگی ہم میں پیدا ہوئی ہے یا تقویٰ ہم میں آ گیا ہے، خدا کا خوف یا ایمان کی زیادتی جو ہم کو حاصل ہوئی ہے ان چیزوں کو کسی دوسرے کی طرف کس طرح پہنچائیں تو یہ دعائے محال ہے۔ اور ناممکن بات کی دعا بالکل منع ہے۔ خصوصاً جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ انسان کا حق اپنی ہی کوشش وعمل پر ہے اور جو شخص بھی نیک عمل کرتا ہے اس کا نفع اسی کو حاصل ہوتا ہے دوسرے کو نہیں اور یہ کہ ہر شخص اپنی کمائی میں گرو ہے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بیان کردہ قرآنی اصول کے مطابق اس گرو کو توڑ سکتا ہے کوئی شخص بطور خود کسی ایسے طریقے سے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا اس کو نہیں توڑ سکتا۔ قرآن پاک میں جس عام مرے ہوئے مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کی تعلیم فرمائی گئی ہے کیا اسی طرح اپنی نیکیوں کا ثواب ہبہ کر دینے کی تعلیم موجود ہے۔ عام مسلمان نہیں تو کم از کم عزیز رشتے داروں اور والدین کے لیے ثواب پہنچانے کا حکم ہے؟ دعائے رحمت باکثرت جو بارگاہ الٰہی میں ایک سفارش ہے اس میں اور اجر وثواب منتقل یا ہبہ کرنے میں کوئی فرق ہے؟

براہ کرم اس مسئلہ میں ہماری راہنمائی فرمایئے اگر استدلال قرآن حکیم کی روشنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہوتو اصولی طور پر زیادہ اطمینان کا باعث ہوگا۔ بینوا و توجروا رحمکم اللہ تعالیٰ۔ "قائد" چند ماہ سے باقاعدہ نظر مطالعہ سے گزر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اسکی پر خلوص خدمات ملک وملت کیلئے مفید ثابت ہوں اور "قائد" اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو۔

عریضہ زیر نظر ایک استفتاء ہے۔ بہتر یہی ہوگا کہ "قائد" کی تازہ اشاعت میں ایسے باب الاستفساء میں جگہ دے کر جواب سے سرفراز فرمائیں۔ فَجزَاکُمُ اللّٰہُ تعالیٰ اَحْسَنَ الْجزا مخلص محبوب احمد

آپ کے سوال کا منشاء اور مبنی یہ ہے کہ ہر عبادت، تقویٰ، طہارت اور نیکیوں کا ثواب اور ان کے نتائج و اثرات اسی شخص کیلئے مخصوص ہیں جو ان کا عامل اور کرنے والا ہے۔ غیر عامل کیلئے بغیر کچھ کیے کسی نیکی کا ثواب یا اس کے فوائد کا حصول کسی طرح ممکن نہیں اس دعوے کے ثبوت میں آپ نے تین آیتیں لکھیں ہیں۔ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَا سَعٰی اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ اور کُلُّ امْرِیٔ بِمَا کَسَبَ رَھِیْن"۔ آپ نے لکھا ہے ان تینوں آیتوں سے تین باتیں صاف ثابت ہو رہی ہیں۔

(۱) انسان کا حق اپنی ہی کوشش اور عمل پر ہے دوسرے کی کوشش اور عمل پر نہیں ہے۔

(۲) جو شخص بھی نیک عمل کرتا ہے اس کا نفع اسی کرنے والے کو حاصل ہو سکتا ہے

(۳) ہر شخص اپنے کسب و عمل میں رہین ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کی نیکی اور کوشش دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی (اس لیے ایصال ثواب بھی ممکن نہیں) میں عرض کروں گا۔ کہ ان آیات سے جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے وہ قرآن مجید کی دوسری بکثرت آیات بینات اور بیشمار احادیث صحیح کے خلاف ہے ملاحظہ فرمایئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت نمبر (۱)

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (پارہ ۳ سورہ بقرہ ع ۳۴)

ترجمہ:۔ وہ کون ہے جو بارگاہ ایزدی میں اس کے اذن کے بغیر شفاعت کرے۔ یہ معلوم ہوا کہ اس کے اذن والے شفاعت کریں گے اور وہ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور مومنین عظام ہیں۔ ظاہر ہے کہ شفاعت بھی ایک عمل ہے اور شفاعت کے ذریعے ان لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ جن کے حق میں شفاعت ہوگی ورنہ شفاعت لغو اور بے سود قرار پائے گی نعوذ باللہ۔

اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ عالم آخرت میں ایک عمل سے دوسرے کو ضرور فائدہ پہنچے گا۔

آیت نمبر (۲)

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَاۤ اِنَّہَا قُرْبَۃٌ لَّہُمْ سَیُدْخِلُہُمُ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ کچھ گاؤں والے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول اللہ ﷺ سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں خبردار ہو جاؤ وہ ان کیلئے باعث قرب ہے اور اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا بے حد مہربان ہے۔ اعراب جو کچھ خرچ کرتے تھے اسے اللہ تعالیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی نزدیکیوں اور رسول اللہ ﷺ سے دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کو مقام مدح میں بیان فرما کر اس کے جواز پر نص فرمائی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دعائیں بھی عمل ہیں اور اگر وہ دعائیں ان کے حق میں مفید نہ ہوتیں تو ان کو حاصل کرنے کے لیے ذریعہ تلاش کرنا عبث تھا اور فعل لغو وعبث مدح کے قابل نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی مدح وستائش فرما رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لغو وعبث نہیں بلکہ مفید ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

آیت نمبر (۳)

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ

(پارہ ۱۱ سورہ توبہ ع ۱۳)

ترجمہ:۔ پیارے حبیب ﷺ ان کیلئے دعائے خیر فرمائیے بیشک آپ کی دعا ان کے لیے سکون ہے۔ اگر ایک کا عمل دوسرے کیلئے مفید نہ ہو سکے تو حضور ﷺ کی دعائے مبارک آپ کے غلاموں کے حق میں مطلقاً سکون واطمینان کا موجب کیونکر ہو سکتی ہے۔

آیت نمبر (۴)

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

(پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم ع ۶)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی۔ ابراہیم علیہ السلام بارگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں اے اللہ! میری اور میرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدین اور ایمان والوں کی مغفرت فرما جس دن حساب قائم ہو۔

دعا عمل ہے اور ظاہر ہے کہ مومنین کے حق میں دعائے مغفرت خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کی ضرور مقبول ہے اور اس دعا کے لازمی مقبول ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ مومنین کی مغفرت ہو اور اس دعا سے انہیں فائدہ پہنچے۔ ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

آیت نمبر (۵)

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا

(پارہ ۱۶ سورہ کہف ع ۱۰)

(اور دیوار کے نیچے ان (دونوں یتیم بچوں) کا خزانہ تھا اور ان کا باپ مرد صالح تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام کا دو یتیم بچوں کے خزانہ کی حفاظت کے لیے دیوار کو سیدھا کرنا ان کے باپ کے صالح ہونے کی وجہ سے تھا ورنہ جملہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا بالکل بے معنی ہو کر رہ جائیگا (العیاذ باللہ) معلوم ہوا کہ ایک کے اعمال صالحہ دوسرے کے حق میں مفید ہو سکتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلہ داروں کو اپنی پناہ میں رکھتا ہے۔)

آیت نمبر (۶)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پارہ ۲۴ سورہ مومن ع ۱)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(وہ فرشتے جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے آس پاس ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں اور اس پر ایمان لائے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔)

فرشتے معصوم ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں امر الٰہی سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے۔ ویفعلون ما یؤمرون۔ یعنی فرشتے وہ کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ امر الٰہی سے وہ مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ دعا فرشتوں کا عمل اور ایمان والوں میں یقیناً مفید ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔

آیت نمبر (۷)

والذین جاءو من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان (پارہ ۲۸، سورہ حشر ۱)

ترجمہ۔ اے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کے بعد آنے والے مومنین میں دعا نقل فرمائی ہے جن میں قیامت تک پیدا ہونے والے مومن داخل ہیں۔ ان سب کی دعائیں اپنے سے پہلے مسلمانوں کے حق میں وارد ہیں اور وہ ان کیلئے یقیناً مفید ہیں۔ یہ بات بار ہا بتائی جا چکی ہے کہ دعا بھی عمل ہے اور اس آیت مبارکہ سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ ایک عمل دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بخوف طوالت صرف سات آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ قرآن مجید میں اور آیتیں بھی اس مضمون پر بکثرت موجود ہیں۔ عمل خیر سے فائدہ پہنچنے کے ثبوت میں چند احادیث مبارکہ بھی تحریر کرتا ہوں تاکہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔

حدیث نمبر (۱)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِنَبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اِنَّ اُمِّی اُفْتُلِیَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ "اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ (متفق علیه)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ حضور میری والدہ کا انتقال اچانک ہو گیا۔ میرا گمان ہے اگر وہ بولتی تو صدقہ کرتی۔ تو کیا اس کے لیے اجر ہے۔ اگر میں انکی طرف سے صدقہ کر دوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔

یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہے۔ مطلب واضح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مضمون حدیث اثبات مدعا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔

حدیث نمبر (۲)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَا عَائِشَةَ هَلُمِّی الْمُدْیَةَ ثُمَّ قَالَ اِشْحَذْ بِهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِهِ (رواه مسلم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ پھر فرمایا کہ اسے پتھر سے تیز کرو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضور ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑ کے لٹایا پھر اسے ذبح فرمایا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ

وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ

اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول کر۔

اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔

اگر ہر شخص اپنے ہی عمل کی جزاء میں مقید ہے اور کسی کو کسی کے نیک عمل سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنی قربانی کے متعلق یہ کیوں فرمایا کہ اے اللہ قبول کر محمد ﷺ اور آل محمد و امت محمد ﷺ کی طرف سے۔

حدیث نمبر (۳)

وفِی رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَاَبِی دَاؤدَ وَالتِّرمذی اَللّٰھُمَّ ھٰذا عَنِّی وَمَنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِی

(امام احمد، ابوداؤد، اور ترمذی کی ایک روایت میں کہ اے اللہ یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔)

حدیث نمبر (۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اُمَّہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تُوُفِّیَتْ امی اَیَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ (رواہ البخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ اس کو نفع دے گا؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں نفع دے گا۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کی نیکی کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچتا ہے اور مسلمانوں کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے مردوں کو ثواب پہنچائیں۔

حدیث نمبر (۵)

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِاَخِیْكُمْ سَلُوا اللّٰهَ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّهٗ اَلْاٰنَ یُسْئَلُ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو ٹھہر جاتے اور صحابہ کرام سے فرماتے اپنے بھائی کے لیے طلب مغفرت کرو پھر اس کیلئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ اگر کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان کے عمل سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے میت کیلئے استغفار اور دعا کا حکم کیوں دیا۔؟

حدیث نمبر (۶)

رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِیُّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانَ لِي اَبَوَانِ اَبَرُّهُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ اَبَرُّهُمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ ﷺ اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْمَوْتِ اَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِكَ وَاَنْ تَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ

ترجمہ: (دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص سے حال دریافت فرمایا اس نے کہا حضور میرے والدین تھے میں ان کی زندگی میں ان کیساتھ نیکی کیا کرتا تھا اب ان کے مرنے کے بعد کس طرح ان کے ساتھ نیکی کروں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا موت کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ ان کیلئے روزہ رکھ۔ یہ حدیث شریف دارقطنی کی ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ سے نقل کی گئی)

حدیث نمبر (۷)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذَالِكَ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ اِنَّهُ لَيَصِلُ اِلَيْهِمْ وَاِنَّهُمْ لَيَفْرَحُونَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِيَ اِلَيْهِ

(رواہ ابوحفص العکبری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے انھوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول ﷺ ہم اپنے مردوں کی طرف سے خیرات کرتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ حضور کیا یہ سب کچھ انہیں پہنچتا ہے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرکار نے فرمایا ہاں بیشک وہ انہیں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح خوش ہوتے ہیں۔ جیسے تمہاری طرف جب کوئی طبق ہدیہ کیا جائے اور تم اس سے خوش ہوتے ہو۔

ہمارے دعوے پر بکثرت احادیث موجود ہیں مگر بخوف طوالت صرف سات حدیثوں پر اکتفا کیا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک یہ بات بھی عرض کردوں کہ اگر یہ نظریہ درست تسلیم کرلیا جائے کہ ایک کے عمل سے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور کسی کی نیکی سے کسی دوسرے کو نفع حاصل نہیں ہوسکتا تو مسلمانوں کے وہ ناسمجھ اور شیر خوار بچے جو بچپن میں فوت ہوجاتے ہیں ان میں سے ایک بھی جنت میں نہیں جاسکتا کیونکہ نہ وہ ایمان لائے اور نہ انھوں نے نیک عمل کیے۔

اگر کہا جائے کہ انہوں نے گناہ نہیں کیے اس لئے وہ جنتی قرار پائے تو میں عرض کروں گا کہ کفار مشرکین کے بچوں نے بھی گناہ نہیں کیئے ان پر بھی اسلام کے احکام جاری ہونے چاہیں مگر ایسا نہیں۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بچوں پر جو بچپن میں فوت ہوجاتے ہیں احکام اسلام کا جاری ہونا اور ان کا جنت میں جانا ان کے والدین یا دونوں میں سے ایک کے ایمان واسلام کی وجہ سے ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک کی نیکی دوسرے کے لئے مفید ہے۔ آپ دریافت فرماتے ہیں کہ دعائے مغفرت اور ایصال ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق گزارش ہے کہ دونوں میں اتنا فرق تو ظاہر ہے کہ دعائے مغفرت میں صرف دعا ہے اور ایصال ثواب میں دعا کے ساتھ ثواب بھی لیکن اصولی طور پر کوئی فرق نہیں اور اصل مسئلہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ آیہ کریمہ "ان لیس للانسان الا ماسعی" سے آپ نے نتیجہ اخذ کیا ہر شخص کے لئے اسی کی کوشش اور نیکی کا فائدہ ہے دوسرے کی کوشش اور عمل کا فائدہ کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب غور فرمایئے کہ ایک مسلمان کی دعائے مغفرت دوسرے مسلمان کے حق میں جو ہوتی ہے وہ کس کی کوشش اور کس کا عمل ہے ظاہر ہے کہ دعا کو دعا کرنے والے ہی کا عمل اور اسی کی کوشش کہا جا سکتا ہے۔ جب اس کا فائدہ دوسرے کو پہنچا تو آپ کا نتیجہ بد اہتا غلط ہوا یا نہیں؟

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایصالِ ثواب کا حکم ہے یا نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ایصالِ ثواب کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کو اپنی نیکی اور اپنے عمل سے فائدہ پہنچاتا ہے اور یہ بات قرآن مجید سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ثواب کی اصل موجود ہے۔ رہا یہ امر کہ ایصالِ ثواب کا تفصیلی بیان قرآن مجید میں موجود نہیں ہے تو اس کے متعلق عرض کر دوں کہ قرآنِ مجید میں نماز کا تفصیلی بیان نہیں حالانکہ نماز افضل العبادات اور عماد الدین ہے۔

''خمس صلوٰۃ'' کا لفظ قرآن میں کہیں نہیں آیا۔ اوقات صلوٰۃ کی مکمل تفصیل وارد نہیں ہوئی۔ تعداد رکعات کا کوئی ذکر قرآن مجید میں موجود نہیں۔ بیشمار مسائل دین کی تشریح و توضیح تمام تفصیل کے، کتاب اللہ میں نہیں پائی جاتی لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ جس مسئلہ کی تفصیل قرآن مجید میں نہ ہو وہ غلط ہے۔ اگر تمام تفصیلات قرآن پاک میں ہوتیں تو سنت نبوی اور احادیث مبارکہ کی کیا ضرورت تھی؟ اس میں شک نہیں کہ دین متین تمام کے تمام قرآن مجید میں ہے قرآن مجید ایسی جامع اور کامل کتاب ہے جس میں ذرہ بھر کسی بات کی کمی نہیں پھر وہ تمام علوم قرآنیہ نگاہ رسالت کے سامنے تفصیلاً موجود ہیں لیکن ہم بیان اور وضاحت کے محتاج ہیں۔

آپ نے فرمایا ہماری نماز، ہماری عبادت اور ہمارا تقویٰ اور ہماری طہارت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم ہی کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ہماری نیکیوں سے ہمارے ہی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہماری عبادات اور نیکیوں سے دوسروں کا تزکیہ قلب ہو جائے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ تزکیہ نفس اور چیز ہے اور ثواب اخروی دوسری چیز ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کی فضیلت رب تعالیٰ نے بیان فرمائی لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ لیلۃ القدر میں عبادت کرنے سے ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اب آپ خود غور فرمائیے کہ ایک رات کی عبادت سے تزکیہ نفس زیادہ ہوگا یا ہزار ماہ کی عبادت سے؟ اگر ہزار ماہ کی عبادت سے تزکیہ نفس زیادہ ہوگا تو پھر ایک رات کا ثواب اس سے بڑھ کر کیسے ہے؟

مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ جو تزکیہ ایک لاکھ نمازوں سے ہوگا وہ ایک نماز سے نہیں ہوگا لیکن اس ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں جتنا ہونے میں خود آپ کو بھی شبہ نہ ہوگا۔ اسی قسم کی دیگر بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں اور ان کے بیان کا مفاد دراصل یہ بتانا ہے کہ ثواب اور تزکیہ نفس دو مختلف چیزیں ہیں۔

آپ کے اعتراض یا شبہ کی بنیاد یہ مغالطہ بنا کر آپ نے ثواب یا تزکیہ کو لازم و ملزوم یا مترادف میں تصور کیا۔ اگر ہماری عبادات سے کسی دوسرے کا تزکیہ نفس نہیں ہوتا تو اس سے کب لازم آیا کہ ہماری نیکیوں کا فائدہ بھی کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔

اب ان آیات پر کلام کرتا ہوں جن کی وجہ سے آپ کو یہ شکوک و شبہات پیدا ہوئے اور اس سے پہلے ایک مختصری تمہید پیش کرتا ہوں جس کو غور سے پڑھنے کے بعد آیات کے مطالب اچھی طرح واضح ہو جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقل سلیم کے نزدیک شہنشاہ عادل وحکیم کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ حقدار کے حق کو تلف ہونے سے بچائے اور غیر مستحق کو اس بات کا موقع نہ دے کہ وہ کسی کے حق میں دست درازی کر سکے۔ نیز یہ کہ جس شخص نے کوئی جرم کیا اس کی سزا اسی کو دے اور اس بات کا پورا خیال رکھے کہ کسی جرم کی پاداش میں کوئی بیگناہ نہ پکڑا جائے۔ بادشاہ عادل نہیں تو اس کی سلطنت کا نظام کبھی درست نہیں رہ سکتا۔ اگر لوگوں کی حق تلفی شروع ہو جائے اور بے گناہوں کو سزائیں ہونے لگیں تو ملک میں شدید بے چینی اور بدنظمی پیدا ہو جائے اور ایک آن کیلئے امن وسکون باقی نہ رہے۔ مثلاً سرکاری کاموں کی انجام دہی کیلئے جو تنخواہیں خزانہ عامرہ سے دی جاتی ہیں شاہی قانون کے مطابق ان کے حقدار وہی لوگ ہیں جنھوں نے وہ کام کیے ہوں۔ جن لوگوں نے وہ کام نہیں کیے انہیں کوئی حق نہیں کہ خزانہ عامرہ سے کام کرنے والوں کی تنخواہیں برآمد کرا کے خورد برد کرلیں اور کام کرنے والے منہ تکتے رہ جائیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعی نہیں ہے انسان کیلئے مگر وہ جو اس نے کوشش کی۔ مطلب یہ کہ جو لوگ سرکاری کاموں کو انجام دہی کی سعی نہیں کرتے وہ اس کے صلہ اور انعام کے حقدار نہیں ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحاً فَلِنَفْسِہٖ جس نے کوئی نیک کام کیا وہ اس کی ذات کیلئے ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی کارکردگی کا صلہ دوسرے لے اڑیں لیکن یاد رہے حقدار اپنا حق خوشی سے کسی کے نام منتقل کردے تو یہ قانون اس کو ایسا کرنے سے ہرگز نہیں روکتا۔ اگر کوئی سرکاری ملازم اپنی خوشی سے اپنے رشتہ دار یا دوست کے نام منتقل کردے تو اس قانون کی رو سے اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملازم اپنی تنخواہ خود وصول کرے تو وہ اس کا حق قرار پائے گی اور اس کی اجازت سے اس کا رشتہ دار یا دوست وصول کریگا تو اس کیلئے ایک قسم کا ہدیہ یا تحفہ ہوگا۔ ان دونوں آیتوں سے امر اول کی وضاحت ہوگئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امر دوم کو واضح کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ **وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی** کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ یعنی کسی کے جرم میں کسی اور کو نہیں پکڑا جائیگا بلکہ ہر مجرم اپنے جرم کی سزا خود بھگتے گا۔ **وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا** اور جس نے کوئی برائی کی تو وہ اسی پر ہے یعنی اس کی برائی کی سزا اسی کو ملے گی۔ دوسرے سے اسکا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ شاید یہاں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب اپنی نیکی کے بدلے کا دوسرے کی طرف منتقل کرنا اس قانون کے خلاف نہیں تو پھر بدی کے بدلے کا دوسرے کی طرف منتقل کرنا بھی خلاف قانون نہ ہونا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ عادل وحکیم کا قانون عدل وحکمت کے عین مطابق ہے۔ کسی پر احسان کرنا چونکہ عدل وحکمت کے عین مطابق ہے۔ اس لیے اپنی نیکی کا ثواب جو کسی اور کو پہنچانا قانون ایزدی کے موافق ہے اور اپنی کی ہوئی برائی کا بدلہ دوسرے کو دلوانا عدل وحکمت کے تحت خلاف ہے۔

اس لیے قادر مطلق عادل وحکیم جل مجدہ، کے قانون میں اس کیلئے کوئی گنجائش نہیں اس تمہید اور تشریح وتوضیح آیات سے غالباً آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ایک مسلمان کو دوسرے کی نیکی سے فائدہ پہنچنا آپ کی مرقومہ آیات کے خلاف نہیں، مزید تفصیل کے لئے عرض ہے کہ جب قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک مسلمان کی نیکی کا نفع دوسرے مسلمان کو پہنچتا ہے تو اب اگر آپ کی مرقومہ آیتوں کا مطلب یہ بیان کیا جائے کہ کسی کی نیکیوں کا ثواب اس کی اجازت او

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ررضامندی کے بغیر کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ہاں البتہ وہ اپنی خوشی سے اپنی نیکیوں کا ثواب کسی کو منتقل کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی دوسری آیات بینات او راحادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

اس تقریر سے آیات قرآنیہ اور قرآن وسنت کے درمیان مطابق بھی ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا کوئی محظور شرعی بھی لازم نہیں آتا۔

آیہ کریمہ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس آیہ میں قانون عدل بیان کیا گیا ہے یعنی عدل کا تقاضا تو یہی ہے کہ انسان کو اس کی سعی سے زائد کچھ نہ ملے۔مگر بمقتضائے رحم ہم نے اس کو اس کی سعی سے زائد بھی عطا فرمایا جیسا کہ ارشاد فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جس نے کوئی نیکی کی تو اس کیلئے اس کی مثال دس نیکیاں ہیں۔اب دیکھئے کرنے والے نے تو صرف ایک نیکی کی تھی آیہ کریمہ لیس للانسان الا ما سعی کے مطابق اسے صرف ایک نیکی کا ثواب ملنا چاہیے تھا کیونکہ ایک ہی نیکی اس کی سعی میں داخل ہے اس سے زائد اس کی سعی نہیں لیکن ثواب دس نیکیوں کا مل رہا ہے معلوم ہوا کہ ایک نیکی کرنے والے کو ایک نیکی کا ثواب عدل ہے اور دس نیکیوں کا ثواب رحم وفضل ہے اور عدل رحم کے منافی نہیں اس لیے انسان کو سعی سے زیادہ ملنا آیہ کریمہ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے معارض نہیں۔

اب رہی آپ کی تیسری آیت "کُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْن" سو یہ آپ کے نظریہ کی تائید سے بہت دور ہے۔آپ نے آیہ کریمہ کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ ہر شخص اپنے عمل میں گرو ہونے کی وجہ سے اپنے کسی عمل کا ثواب کسی طرف منتقل نہیں کر سکتا کیونکہ اگر وہ اپنے عمل کا بدلہ دوسرے کی طرف منتقل کر دے تو وہ خود اپنے عمل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا بدلہ اور اس کے اثرات وعواقب ونتائج سے آزاد ہو گیا۔

آپ کا یہ خیال درست نہیں ہو سکتا کیونکہ مسلمان اپنی نیکی کے ثواب کو دوسرے کی طرف منتقل کرنے کی وجہ سے اپنے ثواب عمل سے خالی اور محروم نہیں گیا بلکہ دوسرے کو ثواب منتقل کرنے کے باوجود بھی اپنے عمل کا پورا پورا ثواب ملے گا اور اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ لہٰذا وہ انتقال ثواب کے بعد بھی اپنے کسب رہین نہیں۔

اب رہا اسکا دوسرا پہلو اور وہ یہ کہ اگر ایصال ثواب کے ذریعے کسی گناہگار کے عذاب میں تخفیف ہو جائے تو پھر بھی یہ آیہ کریمہ کُلُّ " امْرِئٍ بِمَا کَسَبَ رَهِيْن" کے خلاف ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ مومن کے حق میں دعائے استغفار کا جواز اور اس کا مفید ہونا قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں وارد ہے جیسا کہ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں تو آپ کے خیال کے موافق یہ خلاف پھر بھی رہا۔ اس کا صحیح اور معقول جواب یہی ہو سکتا ہے کہ آیہ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے کسب وعمل میں رہن ہے۔ جب تک کہ اس کا وہ عمل باقی ہے کیونکہ بعض اوقات کسی برائی کی وجہ سے انسان کا نیک عمل ضائع ہو جاتا ہے اور کبھی نیکیوں کی وجہ سے برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

وہ لوگ وہ ہیں جن کے نیک عمل مٹ گئے۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ

بیشک نیکیاں برائیوں کو لیجاتی ہیں۔

اب دیکھیے یہ آیہ کریمہ کُلُّ " امْرِئٍ بِمَا کَسَبَ رَهِیْن" میں کُلُّ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امریٔ مومن وکافر سب کو شامل ہے اور کَسَبَ نیکی وبدی سب کو عام ہے کس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کسی کافر نے کوئی نیکی کی ہے تو اس میں وہ رہن ہے اور اگر کسی مومن نے کوئی بدی کی ہے تو وہ اس میں گرو ہے لیکن بعض نیکی کرنے والے حبط اعمال کی وجہ سے اپنی نیکیوں میں رہن نہیں رہے اور بعض برائیاں کرنے والے برائیوں کے ختم ہو جانے کے باعث برائیوں سے آزاد ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ آزادی اور فک رہن، آیہ کریمہ کُلُّ امْرِیٔ بِمَا کَسَبَ رَهِيْنٌ" کے ظاہری معنوں کے بالکل خلاف اور معارض ہے۔

معلوم ہوا کہ آیۂ مبارکہ کی یہ معنی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عمل میں رہین ہے جب تک اس کا وہ عمل عند اللہ باقی ہے اور اگر کسی کا عمل کسی وجہ سے ختم ہو گیا اسکا رہن ہونا بھی باقی نہ رہا۔ مثلاً کافر کی نیکیاں حبط اعمال کی وجہ سے باقی نہ رہیں تو وہ اپنی نیکیوں میں رہن ہونے سے چھوٹ گیا اور اگر کسی مومن کی برائیاں نیکیوں کی وجہ سے اور یا اس کی توبہ کے باعث یا اس وجہ سے کہ مومن نے اپنے ہی عمل سے اس کو فائدہ پہنچایا ہے عام اس سے کہ وہ فائدہ شفاعت کی صورت میں ہو یا دعائے مغفرت کے ضمن میں یا ایصال ثواب کے طور پر (جیسا کہ آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں) غرض کے کسی وجہ سے بھی جب مومن کی برائیاں ختم ہو گئیں تو اس کا رہن ہونا بھی ختم ہو گیا۔

بعض مفسرین نے کل امرِیٍٔ سے کافر مراد لیے ہیں اور بما کسب سے کسب عمل کفر مراد لیا ہے اور آیہ کریمہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ کافر اپنے عمل میں گرفتار ہے۔ اس تقسیم کا مبنیٰ وہی آیات واحادیث ہیں جو ہم سابقاً تحریر کر چکے ہیں۔

آپ نے آیہ مبارکہ کا ایک ٹکڑا لکھ دیا پوری آیت رقم نہیں فرمائی۔ پوری آیت یہ ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِیءٍ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ"

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی پیروی کی یعنی ان کے پیچھے آئے ہم نے ان کی اولاد کو ان سے ملا دیا اور ان کے عمل سے کچھ کم نہ کیا۔ سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں۔ یعنی نیکوں کی اولاد جو ان کے بعد پیدا ہوتی ہے اگر چہ ان کے عملوں میں قصور اور کوتاہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ایماندار رہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اباؤ اجداد کے اعمال صالحہ کے طفیل جنت میں ان کے درجے ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ ملا دے گا اور ان کے آباؤ اجداد کے عملوں سے کچھ کمی نہ کرے گا کیونکہ اگر ان کے عملوں سے کچھ کمی ہو جائے تو جتنی کمی ہو گی اسی قدر وہ اپنے عمل سے محروم رہ جائیں گے حالانکہ ہر شخص اپنے عمل میں گرو ہے۔ پوری آیت کی اس تشریح سے بالکل واضح ہو گیا اور آپ کے شبہ کی بنیاد منقطع ہو گئی۔ غالباً اس آیت پر اب اس سے زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہیں۔

بحث کو طوالت سے بچانے کیلئے صرف ایک بات پر گفتگو ختم کرتا ہوں کہ اگر آپ کے اس نظریہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ مَاسَعٰی کے موافق ہر شخص کیلئے وہی کچھ ہے جو اس نے کیا اس سے زیادہ اس کو کچھ نہیں مل سکتا تو یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بالکل منافی قرار پائے گا کیونکہ فضل کے معنی زیادتی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے فضل کا بار بار فرماتا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیکوں کو ان کی نیکیوں کے بدلے سے زائد بھی عطاء فرماتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس میں ان کی سعی کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور یہ بس ای اس کا فضل ہے کہ اسنے مسلمان کو دوسرے مسلمان کے اعمال صالحہ کا فائدہ پہنچایا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی۔

اسی بنا پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر شخص کو صرف اس کے عمل وسعی کا بدلہ ملنا قانون عدل ہے اور اس سے زائد کا ملنا قانون فضل ہے۔ اور اسطرح یہ بھی ماننا ہوگا کہ ہر شخص کا عمل اس کیلئے ہے دوسرے کیلئے نہیں جب تک وہ اپنی رضامندی سے اپنے عمل کا فائدہ دوسرے کو پہنچانا نہ چاہے نیز کہ ہر شخص اپنے عمل میں رہن ہے جب تک اس کا وہ عمل باقی ہے اور اگر کسی وجہ سے اس کا وہ عمل (نیک ہو یا بد) باقی نہیں رہا تو اس کا رہن ہونا بھی ختم ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبروں پر پھول ڈالنا

اہل ایمان کی قبروں پر سبزہ، پھول یا ہار وغیرہ ڈالنا اہل اسلام کے معمولات میں سے ہے اور سنت سے ثابت ہے بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں اس لئے مناسب اور ضروری ہے کہ اس مقام پر اس مسئلہ کی وضاحت بھی کر دی جائے تا کہ اہل اسلام کے ان ذمہ دار افراد کی مزید تسلی و تشفی ہو جائے جو اس پر کاربند ہیں اور شاید کسی دوسری ہستی کے لئے بھی ہدایت کی راہیں کشادہ اور وا ہو جائیں۔ بڑی مشہور اور معروف حدیث ہے جس کے راوی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں۔

مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ لَعَلَّهٗ یُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا

(صحیح بخاری ۱/۳۵،۱/۱۸۱،۲/۸۹۴،۲/۹۱۷)(صحیح مسلم ۱/۱۴۱،۲/۲۱۸)

ترجمہ:۔ نبی اکرم ﷺ دو قبروں پر گذرے تو فرمایا یہ دونوں عذاب دیئے جا رہے ہیں اور کسی بڑے گناہ میں نہیں۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا پھرتا تھا پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کو درمیان میں سے چیر کر دو کر ڈالا پھر ہر قبر پر ایک گاڑ دی، آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

مذکورہ بالا حدیث اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قبر پر تر شاخ یا پھولوں کا رکھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور نہ صرف مستحسن ہے بلکہ سنت مصطفی ﷺ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر تر شاخ یا پھولوں کا رکھنا ایک بیکار اور عبث فعل نہیں بلکہ ان تر شاخوں اور پھولوں کی تسبیح سے قبر والوں پر اگر عذاب ہو رہا ہو تو ہلکا کیا جاتا ہے اور ان کی تسبیح سے قبر والوں کو تسکین اور راحت ملتی ہے۔ اگر چہ اس حدیث بالا سے بیشمار مسائل کا استنباط ہو سکتا ہے مگر موضوع کے پیش نظر دیگر مسائل پر کسی اور موقع پر کلام کیا جائے گا۔ اس وقت اس حدیث پر جو محدثین کی آراء وہ پیش خدمت ہیں۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:۔

شارح صحیح مسلم شیخ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے تحت علماء قبر کے پاس قرآن پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ جب تک ایک ٹہنی کی تسبیح سے عذاب قبر میں کمی ہوتی ہے تو ایک مومن کے قرآن پڑھنے سے تو بدرجہ اولیٰ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (حاشیہ مسلم از نووی ۱/۱۴۱)

علامہ عینی کا نظریہ:۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ صاحب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

''علامہ خطابی نے کہا کہ عذاب میں تخفیف کی وجہ ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے شاخ گاڑنے کی برکت کی وجہ سے ہو، اور اسکی وجہ شاخ کے سبز ہونے کی خصوصیت نہ ہو، علامہ نووی نے کہا یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے تخفیف عذاب کی شفاعت کی تھی اور ان شاخوں کے سبز رہنے تک آپ کی شفاعت قبول کرلی گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک شاخ تر رہتی ہے تسبیح کرتی ہے اور جب سوکھ جاتی ہے تو تسبیح نہیں کرتی اور قرآن مجید میں ہے۔

اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔

اس کا معنی ہے ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتی ہے اور ہر شاخ کی حیات اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ سرسبز اور تازہ ہو اور پتھر کی حیات اس وقت تک ہے جب تک اس کو توڑا نہ جائے۔ لیکن محققین کا مذہب یہ ہے کہ یہ حمد اور تسبیح اپنے عموم پر ہے اور ہر چیز حقیقۃً تسبیح کرتی ہے اور بعض علماء نے یہ کہا کہ ہر چیز کی تسبیح یہ ہے کہ اس کا وجود صانع کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

اس حدیث کی بناء پر علماء نے قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے کیونکہ جب شاخ کی تسبیح کی وجہ سے تخفیف عذاب متوقع ہے تو تلاوت قرآن کی وجہ سے تخفیف عذاب کی زیادہ توقع ہے۔

اگر یہ کہا جائے جب ہر چیز کا تسبیح کرنا اپنے عموم پر ہے تو اس حدیث میں تخفیف عذاب کو شاخ کے تر رہنے تک کیوں موقوف کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی خصوصیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسے جہنم کے فرشتوں کی تعداد کی خصوصیت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ (عمدۃ القاری ۳/۱۱۷)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابی رسول کی وصیت قبر پر تر شاخ رکھنے کے بارے میں:۔

اس سے پہلے کہ مذکورہ حدیث پر مزید تبصرہ اور اقوال پیش کیے جائیں، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ اس حدیث کو بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

وَاَوْصٰی بُرَیْدَةُ الْاَسْلَمِیُّ اَنْ یُجْعَلَ فِیْ قَبْرِہٖ جَرِیْدَانِ

(صحیح بخاری ۱/۱۸۱)

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ ان کی قبر میں دو تر شاخیں گاڑ دی جائیں۔ اس کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی حنفی کی کتاب سے دیکھیے۔ فرماتے ہیں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا باسٹھ ہجری میں مرو میں انتقال ہوا تھا ان کے اس فعل میں حکمت یہ تھی کہ کھجور کے درخت کی برکت حاصل کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شجرہ طیبہ فرمایا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی اقتدا کی جائے کیونکہ آپ ﷺ نے درخت کی شاخ کے دو ٹکڑے قبر پر رکھے تھے۔ (عمدۃ القاری ۸/۱۸۲)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

"علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ بیشک یہ بھی ایک قول ہے کہ شاخ جب تک تر ہو گی تسبیح کرتی رہے گی اور تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو گی اس بناء پر یہ حکم ہر اس چیز میں جاری ہو گا جس میں تراوٹ ہو، خواہ وہ درخت ہو یا غیر اس طرح جس چیز میں برکت ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن مجید اور ان سے بطریق اولیٰ عذاب میں تخفیف ہو گی۔ (فتح الباری ۳/۲۲۳)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبکہ فتاوی عالمگیری میں اس طرح لکھا ہے

وَضْعُ الْوَرْدِ وَالرَّيَا حِيْنَ عَلَى الْقُبُوْرِ حَسَنٌ"

یعنی قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا بہت ہی اچھا اور فائدہ مند ہے

(فتاوی عالمگیری ۵/۳۵۱)

شیخ محقق کا نظریہ:۔

شیخ محقق، محقق علی الاطلاق بالاتفاق، عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تمسک کنند ایں جماعۃ بایں حدیث

درانداختین سبزہ وگل رابر قبور

(اشعۃ اللمعات ۱/۲۰۰)

جو لوگ زندہ چیز کی تسبیح کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے قبروں پر سبزہ اور پھولوں کے ڈالنے پر استدلال کرتے ہیں

ملا علی بن سلطان القاری" کا نظریہ:۔

اس مسئلہ پر دسویں اور گیارھویں صدی ہجری میں آنے والے مجدد حضرت ملا علی قاریؒ کا فرمان بھی دیکھئے، لکھتے ہیں۔

وَمِنْ ثُمَّ اَفْتٰى بَعْضُ الْاَئِمَّةِ مِنْ مُتَاَخِرِيْ اَصْحَابِنَا بِاَنَّ مَا اعْتِيْدَ مِنْ وَضْعِ الرَّيْحَانِ وَالْجَرِيْدِ سُنَّةٌ" لِهٰذَا الْحَدِيْثِ

(مرقات ۱/۳۵۱)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی وجہ سے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ درخت کی شاخوں اور پھولوں کو قبر پر رکھنے کا معمول اس حدیث کی بنا پر سنت ہے۔

شیخ شربینی شافعیؒ کا نظریہ:۔

اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے علامہ شربینی شافعی لکھتے ہیں

اَیْضًا وَضْعُ الْجَرِیْدُ الْاَخْضَرَ عَلَی الْقَبْرِ وَکَذَا الرَّیْحَانُ وَنَحْوُہٗ مِنَ الشَّیْئِ الرَّطَبِ (معنی المحتاج ۱/۳۶۴)

قبر پر سبز شاخ کا رکھنا سنت ہے اور اسی طرح پھولوں اور اس کی مثل ہر تر چیز کا رکھنا سنت ہے

ڈاکٹر وحیہ زحیلیؒ کا نظریہ:۔

ڈاکٹر وحیہ زحیلی اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شافعیہ کا قول ہے

لَا بَأسَ بِتَطَّیُبِ الْقَبْرِ

قبر پر خوشبو لگانے میں کچھ حرج نہیں

وَقَالُوْا اَیْضًا مَعَ الْحَنَابِلَۃِ وَالْحَنَفِیَّۃِ

اور فقہا شافعیہ کے ساتھ ساتھ حنابلہ اور حنفیہ نے بھی لکھا ہے اور قبر پر پانی کے چھینٹے ڈالنے کو مستحب قرار دیا ہے

وَیَنْدُبُ اَنْ یُرَشَّ الْقَبْرُ بِمَآءٍ

اور لکھتے ہیں:

وَیَسَنُّ وَضْعُ الْجَرِیْدِ الْاَخْضَرِوَا لرَّیْحَانِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَنَحْوِهٖ مِنَ الشَّیْئِ الرَّطَبِ عَلَی الْقَبْرِ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۵۳۰)

اور قبر پر سبز شاخ اور پھول اور اس کی مثل کسی تر چیز کو رکھنا سنت ہے

علامہ وشتانی مالکی کا نظریہ:۔

علامہ وشتانی مالکی اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بعض شہروں میں یہ عرف ہے کہ قبروں پر کھجور کے پتے بچھاتے ہیں ان کا یہ عمل اس حدیث کی بنا پر ہے

وَأَوْصٰی بُرَیْدَۃُ الْاَسْلَمِیُّ اَنْ یُجْعَلَ عَلٰی قَبْرِهٖ جَرِیْدَتَانِ فَلَعَلَّهٗ تَیَمُّنًا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَفِعْلِهٖ علیہ وسلم (اکمال اکمال المعلم ۲/۷۳)

اور حضرت بریدہ اسلمی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں ان کا یہ عمل نبی اکرم ﷺ کے فعل اور اس حدیث کی اتباع پر مبنی ہے

علامہ ابن عابدین شامی ؒ کا نظریہ:۔

فقہ حنفی کے مشہور اور معروف فقیہہ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامیؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں قبرستان سے سرسبز گھاس کا ٹنا مکروہ ہے اور سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ البحر الرائق، درر غرر اور شرح المنیہ میں اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تر و تازہ گھاس اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتی ہے جس سے میت کو تسکین ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے قاضی خان میں بھی اسی طرح لکھا ہے (اور فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ سبز شاخ کو توڑ کر اس کے دو ٹکڑے کیے اور وہ ان دو قبروں پر رکھ دیے جن میں قبر والوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو عذاب ہو رہا تھا اور اس کی علت ان شاخوں کا خشک نہ ہونا قرار دیا۔یعنی ان شاخوں کی تسبیح کی برکت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگئی اور سبز گھاس کی تسبیح خشک گھاس کی تسبیح سے اکمل ہے کیونکہ سبز میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے اور اس عبارت اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی وجہ سے سبز شاخ کو قبر پر رکھنا مستحب ہے۔ ہمارے زمانے میں اس کے پھولوں کی شاخیں جو قبر پر رکھی جاتی ہیں وہ اسی قیاس پر ہیں۔فقہاء شافعیہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور یہ بعض مالکیہ کے اس قول سے اولیٰ ہے کہ عذاب میں تخفیف نبی اکرم ﷺ کی برکت اور آپ ﷺ کی دعا حاصل ہوئی (یہ قول علامہ خطابی کا ہے) اس لئے دوسروں کا آپ پر قیاس نہیں ہو گا۔حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں (ردالمحتار ۱/۸۴۶،۴۷)

علامہ احمد بن محمد طحطاوی کا نظریہ:۔

علامہ طحطاوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔درخت کی شاخ کے معنی میں ہر وہ چیز داخل ہے جس میں کسی بھی درخت کی رطوبت ہو (الی قولہ) مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض آئمہ نے فتویٰ دیا ہے کہ پھولوں اور درخت کی شاخوں کو رکھنے کا جو معمول ہے وہ اس حدیث کی وجہ سے سنت ہے اور جب درخت کی شاخ کو رکھنے کا جو معمول ہے وہ اس حدیث کی وجہ سے سنت ہے اور جب درخت کی شاخ کی تسبیح کی وجہ سے تخفیف کی امید کی جاتی ہے تو قرآن مجید کی تلاوت کی برکت تو بہت عظیم ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ انور شاہ کشمیری دیوبندی کا نظریہ:۔

امت مسلمہ کے مقتدر فقہاء اور علما کے نظریات کا وسیع مطالعہ کر لینے کے بعد اب علما دیوبند کے سر خیل اور استاذ الحدیث انور شاہ کشمیری کا استدلال بھی پڑھئے۔ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں عذاب میں تخفیف کی وجہ اس شاخ کی تسبیح کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ نبی ﷺ کے ہاتھ کی برکت کی وجہ سے ہے (الی قولہ) فتاوی ہندیہ میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے میں کہتا ہوں کہ علامہ عینی نے تصریح کی ہے یہ عبث اور لغو ہے۔

(فیض الباری ۱/۳۱۱)

شیخ انور شاہ کشمیری نے علامہ عینی کے حوالے سے اس فعل کو عبث اور لغو لکھا ہے جبکہ علامہ بدرالدین عینی حنفی نے اس کے بالکل خلاف لکھا ہے جس طرح کہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں علامہ عینی کے نظریہ کے عنوان سے دل کی تسلی وہاں سے ایک مرتبہ پھر پڑھ لیجئے یا پھر دیکھئے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ۳/۱۱۷ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر آپ کو فیصلہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگے گی اور حقیقت حال آپ پر آشکار ہو جائے گی اور آپ کہہ اٹھیں گے

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

شیخ انور شاہ کشمیری کے کلام پر بدر عالم میرٹھی کا حاشیہ:۔

قبل اس کے کہ شیخ کشمیری کے نقل کردہ بیان پر کچھ معروضات پیش کی جائیں اسی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ایک اور صاحب کا حاشیہ پڑھئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں۔

قبروں پر پھول ڈالنے کے مسئلہ میں لوگوں نے غلو کیا ہے اور اس کو حنفیت کی علامت بنا دیا ہے اور جو قبروں پر پھول نہیں ڈالتے ان کو وھابیہ کہتے ہیں، تم غور کرو ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف کو نبی ﷺ کی شفاعت سے قرار دینا افضل ہے یا درخت کی تسبیح سے؟ اور اگر یہ لوگ اتباع حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں تو قبر پر درخت کی شاخ لگائیں پھول کیوں ڈالتے ہیں؟ اور معذبین کی قبروں پر شاخ لگائیں نہ کہ مقربین کی قبروں پر اور صحابہ کرام جو حدیث کی ظاہراً اور باطناً اتباع کرتے تھے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے اس پر عمل کیا تھا مگر ایک یا دو نے، اگر اس میں کوئی فائدہ ہوتا تو وہ اس کو ترک نہ کرتے اور یاد رہے کہ بدعت کا مادہ طاقت ہوتا ہے لیکن اس کی اپنی طرف سے ایک خاص ھیئت بنالی جاتی ہے اور خود کو تشریع کے منصب پر فائز کر لیا جاتا ہے یہ لوگ اس آیت کا مصداق ہیں۔

الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا

وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب نبی ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہوئی تھی تو اس قید کی کیا وجہ ہے کہ جب تک درخت کی شاخ خشک نہ ہو عذاب میں تخفیف رہے گی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برکت کے اثر کی اتنی ہی مدت تھی جیسا کہ شیخ کشمیری نے لکھا ہے، واہ بدر عالم میرٹھی صاحب آپ کے شیخ کشمیری نے جو الزام علامہ بدرالدین عینی پر لگایا تھا اس سے علامہ عینی کی روح بھی کانپ گئی ہوگی مگر آپ نے حاشیہ چڑھا کر اپنی جماعت کے سارے گلے شکوے دور کرائے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی اس عبارت پر اور آپ کے انداز دلربائی پر قربان ہونے کو دل چاھتا ہے اس طرح کا حاشیہ نگار کم از کم آپ کے مکتب فکر سے کم ہی ملے گا جس نے اتنا خوبصورت حاشیہ لگا کر اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے مقدس ،مطہر ،معطر پاکیزہ ،نورانی اور برھانی ہاتھوں کی برکت اور فضیلت کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ مگر یہاں تو نبی اکرم ﷺ خود اپنے فعل کی وضاحت فرمارہے ہیں اور وہ بھی اپنے جانثاروں کے استفسار پر **لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا** آپ نے ایسا کیوں کیا؟ جواباً فرمایا

لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبِسَا.

شاید کہ جب تک یہ نہ سوکھیں تب تک ان کا عذاب ہلکا ہو۔ جب آپ کی طرف سے آپ ہی کی زبان اقدس سے اس کی وضاحت موجود ہے تو پھر اپنی طرف سے اس پر کوئی کلام کرنا اور وہ ایسا جو آپ ﷺ کی منشاء کے خلاف ہو اپنے لئے تباہی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

اگر ٹہنیوں میں کوئی برکت کا پہلو نہیں تھا تو پھر آپ کو اتنی مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی کہ پہلے درخت سے ان کو الگ کیا پھر درمیان میں سے چیرا پھر

غَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا

ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑ دیا۔

پھر زبان اقدس سے وجہ بھی بتادی۔ اگر ہاتھ سے برکت دینا مقصود ہوتا تو پھر ان قبروں کو اپنے مبارک ہاتھ ہی لگا دینا کافی تھا اگر شفاعت مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے [illegible] زیادہ شہرت قبر [illegible] شفاعت کے طالب گار [illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبیبیت پوری کائنات کی نگاہیں ان کے مبارک لبوں کی جنبش کے انتظار میں ہیں اللہ نے جس کو ان کے دروازے کے سوالی بنادیا ہے ہم دعا کرتے ہیں۔

اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيبِكَ الْكَرِيمِ ۔

اگر شفاعت منظور تھی صرف دعا مانگ دینا اور سفارش کر دینا ہی ان کی ہمیشہ کی بخشش کا سبب ہوسکتا تھا۔ ہاتھ لگانے کی بھی ضرورت نہیں تھی مگر حدیث میں سرکار کا سنات کا فعل مبارک اور قول مبارک موجود ہے۔ اور آپ ﷺ کے اقوال کی اطاعت اور آپ ﷺ کے افعال کی اتباع کا مطلقاً حکم ہے الا یہ کہ اس کا تعلق آپ کی خصوصیات سے ہو۔ اور خصوصیت کا معیار یہ ہے جس کام سے آپ نے امت کو علی العموم منع فرمایا ہوا ور خود اس کام کو کیا ہو جس طرح کہ ایک وقت میں چار سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کا مسئلہ ہے اور دیگر، جبکہ نبی اکرم ﷺ نے درخت کی شاخ کو قبر پر گاڑنے سے منع نہیں فرمایا اس لئے یہ فعل آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں ہے اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ فعل بعض صحابہ سے بھی ثابت ہے جس طرح کہ عرض کیا جاچکا ہے۔

شیخ بدر عالم کو مؤلف کتاب کا مخلصانہ مشورہ:۔

شیخ بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں کہ معذبین کی قبروں پر شاخ لگائیں نہ کہ مقربین کی قبروں پر۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میرٹھی صاحب تھوڑا سا آگے بڑھ کر یہ مسئلہ صحابہ کو بتا دیتے جنہوں نے اپنی قبر پر تر شاخ گاڑنے کی وصیت کی تھی بھلا بتایئے تو سہی صحابہ سے بڑھ کر امت محمدیہ میں کون مقرب بارگاہ الٰہی ہوسکتا ہے حالانکہ جو عمل عام مسلمان کے لئے تخفیف عذاب کا باعث ہوسکتا ہے کیا بعید ہے کہ وہ عمل مقربین کے لئے درجات کی بلندی کا باعث نہ ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پھر ان کا کہنا کہ پھول کیوں رکھتے ہیں صرف تر شاخیں ہی رکھیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کو پھولوں کے ساتھ دشمنی کی حد تک عداوت ہے یا پھول اور ان کی خوشبوان کوراس نہیں آتی جس کی وجہ سے ان کا یہ اصرار ہے جبکہ پھولوں اور ٹہنیوں کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور ٹہنیوں سے بھی کہیں بڑھ کر تازگی، تراوٹ اور شگفتگی پھولوں میں ہوتی ہے جبکہ عذاب کی تخفیف کی علت ٹہنیاں نہیں بلکہ ان کی تسبیح ہے ظاہر ہے کہ اگر ٹہنیاں تسبیحات کرتی ہیں تو کیا وجہ کہ پھول تسبیح نہ کرتے ہوں۔

قرآن کی آیتیں حدیث مصطفیٰ کی عبارتیں، صحابہ کے اعمال، بزرگان دین کے اقوال، اپنے و بیگانے علماء کے خیالات، اپنے عقیدے کی وضاحت کے لئے اس لئے پیش کئے ہیں کہ حق نکھر کر سامنے آجائے کسی گم گشتہ راہ کو ہدایت نصیب ہو اور باطل کو جرات گفتار نہ وہ۔ اللہ رب العزت عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆☆☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایصال ثواب ماخذ و مراجع

۱۔	قرآن مجید	کتاب اللہ
۲۔	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری
۳۔	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری
۴۔	سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بجستانی
۵۔	جامع ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۶۔	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
۸۔	موطا امام مالک	امام ابو مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ
۹۔	موطا امام محمد	امام ابو بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ
۱۱۔	لسان العرب	علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی
۱۲۔	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔	مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔	مرقات شرح مشکوٰۃ	ملا علی بن سلطان محمد القادری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔	عمدۃ القاری شرح صحیح	علامہ بدر الدین محمود بن احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔	بخاری شرح صحیح مسلم	علامہ یحییٰ بن شرف نووی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۸۔	فتح الملہم شرح صحیح المسلم	شیخ شبیر احمد عثمانی
۱۹۔	فیض الباری شرح صحیح	شیخ محمد انور شاہ کشمیری
۲۰۔	البخاری	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱۔	اشعۃ اللمعات	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر درازی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔	تفسیر کبیر	قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔	بیضاوی	علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۔	احکام القرآن	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۲۵۔	تفسیر ابن عباس	علامہ علی بن محمد خازن شافعی
۲۶۔	خازن	ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ
۲۷۔	تفسیرات احمدیہ	امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری
۲۸۔	جامع البیان	نواب صدیق حسن بھوپالی
۲۹۔	فتح البیان	علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی
۳۰۔	مفردات	سید مرتضیٰ حسن زبیدی
۳۱۔	تاج العروس	شیخ اشرف علی تھانوی
۳۲۔	ابوادر النوادر	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳۔	مدارج النبوۃ	ملا معین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ
۳۴۔	معارج النبوۃ	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۔	خصائص الکبریٰ	علامہ عبدالرحمٰن صفوری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۔	نزہۃ المجالس	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷۔	ملفوظات عزیزی ملفوظات	مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۸۔	فیصلہ ہفت مسئلہ	شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
۳۹۔	نشر الطیب	شیخ اشرف علی تھانوی
۴۰۔	قصائد قاسمیہ	شیخ قاسم نانوتوی
۴۱۔	فیوض الباری	سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ
۴۲۔	مراۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ علیہ
۴۳۔	مغنی المحتاج	علامہ محمد شربینی
۴۴۔	السراج الوہاج	نواب صدیق حسن بھوپالی
۴۵۔	ہدایہ	علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی
۴۶۔	فتح القدیر	علامہ کمال الدین ابن ہمام
۴۷۔	حجۃ اللہ علی العالمین	امام ابو یوسف نبہانی
۴۸۔	معجم صغیر	حافظ ابو القاسم طبرانی
۴۹۔	البدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر
۵۰۔	علی ہامش الاصابہ	حافظ ابو عمر قرطبی
۵۱۔	کتاب الکامل فی	امام ابن اثیر جذری
۵۲۔	التاریخ	مولانا عبد الرحمان جامی
۵۳۔	فوائد ضیائیہ	شاہ ولی اللہ
۵۴۔	فتح الرحمن تفسیر	علامہ محمود آلوسی حنفی بغدادی
۵۵۔	روح المعانی تفسیر	علامہ جلال الدین سیوطی
۵۶۔	الجلالین تفسیر	علامہ احمد بن محمد مالکی صاوی
	صاوی	

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۷۔	مدروک	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمد نسفی
۵۸۔	بیضاوی تفسیر	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی
۵۹۔	روح البیان	علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ
۶۰۔	شیخ زادہ علی بیضاوی	علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفی المعروف شیخ زادہ
۶۱۔	تفسیر	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
۶۲۔	تفسیر مظہری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
۶۳۔	تفسیر ابن جریر	امام جلال الدین سیوطی
۶۴۔	درمنثور	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
	فیصلہ ہفت مسئلہ	

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari